بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 70

ایڈیٹر
منصور احمد

نائب
تنویر احمد ناصر ایم اے

شمارہ 5

شرح چندہ
سالانہ 700 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

21 جمادی الثانی 1442 ہجری قمری • 4 تبلیغ 1400 ہجری شمسی • 4 فروری 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

اِنۡ تُبۡدُوۡا خَیۡرًا اَوۡ تُخۡفُوۡہُ

اَوۡ تَعۡفُوۡا عَنۡ سُوۡٓءٍ

فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا قَدِیۡرًا○

(النساء:150)

ترجمہ: اگر تم کوئی نیکی ظاہر کرو یا اسے چھپائے رکھو یا کسی برائی سے چشم پوشی کرو تو یقیناً اللہ بہت درگزر کرنے والا (اور) دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29 جنوری 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سفر میں جمع تاخیر

(1091) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب سفر میں آپؐ کو جلدی چلنا ہوتا تو آپؐ مغرب کی نماز میں تاخیر کرتے اور مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھتے۔ سالم نے کہا کہ حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے، جب انہیں جلدی سفر کرنا ہوتا۔

سواری پر نفل نماز پڑھنا

(1093) حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپؐ اپنی اونٹنی پر ادھر ہی منہ کئے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے جدھر وہ آپؐ کو لئے جا رہی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرض نماز کیلئے سواری سے اتر جاتے

(1097) حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ اپنی اونٹنی پر نفل پڑھ رہے تھے۔ (رکوع اور سجدہ) اپنے سر کے اشارے سے کرتے۔ آپؐ کا منہ اسی طرف ہوتا جدھر اس کا منہ ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز میں ایسا نہ کرتے۔

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب تقصیر الصلاۃ، مطبوعہ قادیان 2006)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جنوری 2021ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از نبیوں کا سردار)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرت المہدی)

مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ جرمنی 2008

خطاب سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یو.کے 2010

پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ یوگنڈا 2020

خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال وجواب

ملکی رپورٹ واعلانات

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

اسلام جو دنیا سے بداخلاقی اور بدکاری کو دور کرنا چاہتا ہے اجازت دیتا ہے کہ ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرے

اسلامی شریعت نے وہ مسائل لئے ہیں جو طبعی اور فطرتی طور پر انسان کیلئے مطلوب ہیں اور جو ہر پہلو سے اسکے قویٰ کی تربیت کرتے ہیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

کثرت ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے بہت عورتوں کی اجازت دی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی ایسا دلیر اور مرد میدان معترض ہے جو ہم کو یہ دکھلا سکے کہ قرآن کہتا ہے کہ ضرور ضرور ایک سے زیادہ عورتیں کرو۔ ہاں یہ ایک سچی بات ہے اور بالکل طبعی امر ہے کہ اکثر اوقات انسان کو ضرورت پیش آ جاتی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ عورتیں کرے۔ مثلاً عورت اندھی ہوگئی ہے یا اور کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہو کر اس قابل ہوگئی کہ خانہ داری کے امور سرانجام نہیں دے سکتی اور مرد از راہ ہمدردی یہ بھی نہیں چاہتا کہ اسے علیحدہ کرے یا رحم کی خطرناک بیماریوں کا شکار ہو کر مرد کی طبعی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتی تو ایسی صورت میں اگر نکاح ثانی کی اجازت نہ ہو تو بتلاؤ کیا اس سے بدکاری اور بداخلاقی کو ترقی نہ ہوگی؟ پھر اگر کوئی مذہب یا شریعت کثرت ازدواج کو روکتی ہے تو یقیناً وہ بدکاری اور بداخلاقی کی مؤید ہے لیکن اسلام جو دنیا سے بداخلاقی اور بدکاری کو دور کرنا چاہتا ہے اجازت دیتا ہے کہ ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرے۔ ایسا ہی اولاد کے نہ ہونے پر جبکہ لاولد کے پسِ مرگ خاندان میں بہت سے ہنگامے اور کشت وخون ہونے تک نوبت پہنچ جاتی ہے، ایک ضروری امر ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویاں کر کے اولاد پیدا کرے بلکہ ایسی صورت میں نیک اور شریف بیبیاں خود اجازت دے دیتی ہیں، پس جس قدر غور کرو گے یہ مسئلہ صاف اور روشن نظر آئے گا۔ عیسائی کو توحق ہی نہیں پہنچتا کہ اس مسئلہ پر نکتہ چینی کرے، کیونکہ ان کے مسلّمہ نبی اور ملہم بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بزرگوں نے سات سات سو اور تین تین سو بیبیاں کیں اور اگر وہ کہیں کہ وہ فاسق فاجر تھے تو پھر ان کو اس بات کا جواب دینا مشکل ہوگا کہ ان کے الہام خدا کے الہام کیوں کر ہو سکتے ہیں؟......

ایسا ہی دوسرے مسائل غلامی اور جہاد پر بھی ان کے اعتراض درست نہیں، کیونکہ توریت میں ایک لمبا سلسلہ ایسی جنگوں کا چلتا ہے، حالانکہ اسلام کی لڑائیاں ڈیفنسو (دفاعی) تھیں اور وہ صرف دس سال ہی کے اندر ختم ہوگئیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ مسائل ان کی کتابوں میں سے نکال سکتا ہوں۔ اور ایسا ہی میرا دعویٰ ہے کہ تمام صداقتیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اگر کوئی مدعی ایسی صداقت پیش کرے کہ وہ قرآن میں نہیں، میں اسے نکال کر دکھانے کو تیار ہوں۔ اسلامی شریعت نے وہ مسائل لئے ہیں جو طبعی اور فطرتی طور پر انسان کیلئے مطلوب ہیں اور جو ہر پہلو سے اسکے قویٰ کی تربیت کرتے ہیں، ان پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ ہاں! اسلام کے جو اعتراض غیر مذاہب پر ہیں وہ ان کا جواب نہیں دے سکتے۔

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 258، مطبوعہ قادیان 2018)

مسلمانوں نے ایک وقت اپنی اولادوں کی تربیت کے فرض سے کوتاہی کی

یا انہوں نے شادیوں میں احتیاط سے کام نہ لیا اور ایسی عورتوں کو اپنے گھروں میں لائے جو اسلامی تربیت کی قابلیت نہیں رکھتی تھیں

اور وہ عظیم الشان عمارت جو صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں تیار ہوئی تھی اپنی بنیادوں پر گر گئی

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ثُمَّ جَعَلۡنٰکُمۡ خَلٰٓئِفَ فِی الۡاَرۡضِ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ لِنَنۡظُرَ کَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ سورۃ یونس، آیت 15 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

عمل دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ عمل جو انسان کو نعمت کا مستحق بناتے ہیں۔ اور دوسرے وہ عمل جو نعمت کے ملنے کے بعد اس کو قائم رکھنے کیلئے کرنے ضروری ہوتے ہیں۔ کئی طالبعلم طالبعلمی میں ہوشیار ہوتے ہیں مگر جب زندگی کی کشمکشوں میں پڑتے ہیں تو بالکل نکمے ثابت ہوتے ہیں۔ یہی قوموں کا حال ہوتا ہے۔ بعض قومیں شان وشوکت کے ملنے سے پہلے بہت اچھا نمونہ دکھاتی ہیں مگر جب حکومت مل جاتی ہے تو نیکی کے معیار کو قائم رکھنا ان کیلئے مشکل ہو جاتا ہے۔

دوسرے اس جملہ کو اس لئے بھی بڑھایا گیا ہے کہ انسانی اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک خود عمل صالح اور ایک وہ عمل جو عمل صالح کو قائم رکھے۔ پس اس جملہ کے بڑھانے سے یہ بھی مطلب ہے کہ تمہاری ذاتی نیکیوں کی وجہ سے ہم نے تم کو خلفاء فی الارض بنایا تھا۔ اس کے بعد ہم یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ تم ان اعمال کو کس طرح بجالاتے ہو جو نیکی کے محافظ ہوتے ہیں۔ حق یہی ہے کہ نیک اعمال سے بہت زیادہ مشکل وہ اعمال ہوتے ہیں جو نیکی کو قائم رکھنے والے ہوتے ہیں۔ قوموں کی تباہی کا باعث ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ ترقی کیلئے تو کوشش کرتی ہیں مگر اس کو قائم رکھنے کیلئے کوشش نہیں کرتیں۔ اپنے تقویٰ کا خیال رکھتی ہیں مگر اولاد کے اخلاق کی طرف پوری توجہ نہیں کرتیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا نیکی کا معیار گرنے لگتا ہے حتیٰ کہ آخر میں لفظ رہ جاتے ہیں اور حقیقت مفقود ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ یہ تغیر کئی نسلوں میں ہوتا ہے اسکا احساس بھی پیدا نہیں ہوتا اور آخر قوم تباہی کے گڑھے میں گر جاتی ہے۔ پس اس جملہ میں اسی طرف توجہ دلائی ہے کہ اب ہم دیکھیں گے کہ تم اپنی خلافت کو کتنی دیر تک قائم رکھتے ہو۔

اگر مسلمان اس بے مثل نکتہ کا خیال رکھتے تو آج ان کا یہ حال نہ ہوتا۔ انہوں نے ایک وقت اپنی اولادوں کی تربیت کے فرض سے کوتاہی کی اور ان کی ناجائز محبت ان پر غالب آ گئی یا انہوں نے شادیوں میں احتیاط سے کام نہ لیا اور ایسی عورتوں کو اپنے گھروں میں لائے جو اسلامی تربیت کی قابلیت نہیں رکھتی تھیں اور وہ عظیم الشان عمارت جو صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں تیار ہوئی تھی اپنی بنیادوں پر گر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر آگے ہی کو وہ قوم جسے خدا تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کیلئے چنا ہے اس امر کا خیال رکھے تو انشاء اللہ دنیا میں ایک زبردست تغیر پیدا ہوسکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس فرض کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے کُلُّکُمۡ رَاعٍ وَکُلُّکُمۡ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَّعِیَّتِہٖ۔ تم میں سے ہر ایک شخص علاوہ اپنی ذات کی ذمہ داری کے بعض دوسرے وجودوں کا بھی ذمہ دار ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے صرف یہی نہیں پوچھے گا کہ تم نے کیا عمل کئے بلکہ یہ بھی پوچھے گا کہ جن کی ذمہ داری تمہارے سر پر تھی انہیں تم نے کس قابل بنایا۔ پس خالی اپنے نفس کی طہارت انسان کے کام نہیں آ سکتی۔

(تفسیر کبیر، جلد 3، صفحہ 41 تا 42، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

چاند تین رات تک ہلال کہلاتا ہے نہ کہ قمر
اگر اسکے برخلاف کوئی ثابت کردے تو اسکے لئے ایک ہزار روپے کا انعام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ انعامی چیلنج ہم آپ کی کتاب نُور الحق حصہ دوم رُوحانی خزائن جلد 8 سے پیش کررہے ہیں۔ رُوحانی خزائن کی جلد 8 کتاب نور الحق حصہ اوّل، دوم، اِتمام الحجہ اور سِرّ الخلافہ پر مشتمل ہے۔ کتاب نُور الحق حصہ اوّل حضور علیہ السلام نے پادری عماد الدین کی کتاب ”توزین الاقوال“ کے جواب میں فصیح و بلیغ عربی میں لکھی توزین الاقوال میں پادری عماد الدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر ناپاک حملے کئے، قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر اعتراضات کئے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نہایت بے ہودہ اور بے بنیاد الزامات عائد کئے۔

اس کتاب کے آخر میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے ہی درد والحاح سے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دُعا کی کہ :

یَارَبِّ یَا رَبِّ الضُّعَفَاءِ وَالْمُضْطَرِّیْنَ اَلَسْتُ مِنْکَ؟ فَقُلْ وَ اِنَّکَ خَیْرُ الْقَائِلِیْنَ۔ کَثُرَ اللَّعْنُ وَالتَّکْفِیْرُ، وَنُسِبْتُ اِلَی التَّزْوِیْرِ، وَسَمِعْتَ کُلَّہٗ وَرَاَیْتَ یَا قَدِیْرُ، فَافْتَحْ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔ وَنَجِّنِیْ مِنْ عُلَمَآءِ السُّوْءِ وَاَقْوَالِھِمْ، وَ کِبْرِھِمْ وَدَلَالِھِمْ، وَنَجِّنِیْ مِنْ قَوْمٍ ظَالِمِیْنَ۔ وَاَنْزِلْ نَصْرًا مِنَ السَّمَآءِ وَاَدْرِکْ عَبْدَکَ عِنْدَ الْبَلَاءِ ...... رَبِّ نَجِّنِیْ مِمَّا یَقْصُدُوْنَ، وَاحْفَظْنِیْ مِمَّا یُرِیْدُوْنَ وَاَدْخِلْنِیْ فِی الْمَنْصُوْرِیْنَ ...... رَبِّ فَارْحَمْ وَتَقَبَّلْ مِنَّا دُعَاءَنَا، وَاِلَیْکَ الشَّکْوٰی وَالِالْتِجَاءُ۔

ترجمہ :: اَے میرے ربّ، اَے کمزوروں اور لاچاروں کے ربّ، کیا میں تیری طرف سے نہیں ہوں؟ تو ہی (ان لوگوں کو) بتا کہ تُو سب سے بہتر بتانے والا ہے۔ لوگوں نے بہت لعن طعن اور تکفیر بازی کی اور مجھے جھوٹا کہا، تُو نے سب کچھ سُن لیا اور دیکھ لیا اَے قدیر، پس تُو ہمارے درمیان فیصلہ کر کہ تُو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ مجھے علماءِ سُوء اور اُن کی (دُکھ پہنچانے والی) باتوں اور ان کے کبر سے نجات دے، اور مجھے ظالم قوم سے نجات دے۔ اور آسمان سے میرے لئے مدد نازل فرما اور مصیبت کے وقت میری دستگیری کر۔ اَے میرے ربّ مجھے اُن کے (بد) مقاصد سے نجات دے، اور میری حفاظت فرما اُن کے (بد) ارادوں سے اور مجھے مظفر و منصور کر۔ اَے میرے ربّ رحم فرما اور ہماری دُعاؤں کو قبول فرما۔ ہماری شکایات اور التجائیں تیری ہی جناب میں ہیں۔

نور الحق حصہ اوّل فروری 1894 میں شائع ہوئی۔ ابھی اس دُعا کو بمشکل مہینہ گزرا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے چاند اور سورج گرہن کا نشان آپ کی تائید و نصرت میں ظاہر فرما دیا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی صداقت کے نشان کے طور پر سرکارِ دو عالم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج اور چاند گرہن کی پیشگوئی فرمائی تھی جو ٹھیک اپنے وقت پر بڑی آب و تاب اور بڑی شان کے ساتھ ہر پہلو سے پوری ہوئی۔ آپؐ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ :

اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ وَلَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ (سنن دارقطنی بَابُ صِفَۃِ صَلٰوۃِ الْخُسُوْفِ وَالْکُسُوْفِ وَھَیْئَتُھُمَا)

یعنی ہمارے مہدی کیلئے دو نشان ہیں۔ اور یہ دو نشان جب سے کہ زمین و آسمان پیدا ہوئے کبھی (کسی مامور من اللہ کی صداقت کیلئے) ظاہر نہیں ہوئے۔ (اور وہ دو نشان یہ ہیں کہ) قمر کو رمضان میں (اسکی گرہن کی راتوں میں سے) اوّل رات میں گرہن لگے گا۔ اور سورج کو (اسکی گرہن کی تاریخوں میں سے) درمیان کی تاریخ میں گرہن لگے گا۔ اور جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا یہ دونوں نشان کبھی (کسی مدعی کی صداقت کیلئے) ظاہر نہیں ہوئے۔

مذکورہ بالا دُعا کے بعد بہت جلد یہ دو نشان اللہ تعالیٰ نے آسمان میں ظاہر فرمائے۔ 21 مارچ 1894 بروز بدھ چاند گرہن ہوا اور یہ رمضان کی 13 تاریخ تھی اور 6/اپریل 1894 بروز جمعۃ المبارک سورج گرہن ہوا اور یہ رمضان کی 28 تاریخ تھی۔ قانون قدرت کے مطابق چاند اور سورج گرہن کو ایک ہی وقت میں پُوری دُنیا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ یہ نشان جو ظاہر ہوئے اسے مشرقی ممالک کے لوگوں نے دیکھا۔ مغربی ممالک کے لوگوں کا بھی حق تھا کہ وہ بھی امام مہدی کی صداقت کے اس عظیم الشان نشان کو دیکھتے۔ چنانچہ اگلے ہی سال 1895 میں یورپ اور امریکہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ نشان پیشگوئی کے عین مطابق دوبارہ ظاہر کیا۔ چنانچہ 11 مارچ 1895 کو چاند کو گرہن لگا جو کہ رمضان کی 13 تاریخ تھی اور 26 مارچ 1895 کو سورج کو گرہن لگا جو کہ رمضان کی 28 تاریخ تھی اور خوشی اور حیرت کی بات ہے کہ قادیان میں بھی 11 مارچ 1895 رمضان کی 13 تاریخ تھی اور 26 مارچ 1895 رمضان کی 28 تاریخ تھی۔

21/مارچ 1894 بمطابق 13 رمضان 1311 ہجری قمری، چاند گرہن دیکھنے کے بعد احمدی بہت خوش تھے۔ قادیان میں بھی خوشی اور جشن کا ماحول تھا۔ اب بڑی شدت سے 28 رمضان کو سورج کو گرہن لگنے کا انتظار تھا۔ احمدی دُور دُور سے قادیان پہنچ رہے تھے تاکہ سورج گرہن کا نشان وہ اپنے عظیم الشان رُوحانی آقا سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی معیت میں دیکھیں اور رُوحانی لطف اُٹھائیں۔ چنانچہ دو خوش نصیب بھائی مرزا ایوب بیگ صاحب (استاذ سائنس ایچی سن کالج لاہور) اور مرزا یعقوب بیگ صاحب (اسٹوڈنٹ میڈیکل کالج) لاہور سے اِسی عزم کے ساتھ قادیان روانہ ہوئے کہ وہ سورج گرہن اپنے آقا و مولیٰ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ دیکھیں گے۔ یہ دونوں بھائی 1892 میں احمدیت قبول کرچکے تھے۔ ان دونوں کے ساتھ ان کے ایک دوست مولوی عبد العلی صاحب آف کلانور بھی تھے۔ یہ تینوں 5/اپریل بروز جمعرات یعنی 27/رمضان المبارک کو بعد دوپہر لاہور سے روانہ ہوئے اور رات 11 بجے بٹالہ پہنچے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ 20 مارچ 1915 میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

”قریباً گیارہ بجے رات بٹالہ پہنچے۔ اگلے دن علی الصبح گرہن لگنا تھا۔ (اب ان نوجوانوں کا بھی شوق دیکھیں کتنا ہے) آندھی چل رہی تھی بادل گرجتے اور بجلی چمکتی تھی۔ ہوا مخالف تھی اور مٹی آنکھوں میں پڑتی تھی (بٹالہ سے قادیان پیدل جارہے تھے) قدم اچھی طرح نہیں اٹھتے تھے اور راستہ صرف بجلی کے چمکنے سے نظر آتا تھا......سب نے ارادہ کیا کہ خواہ کچھ بھی ہو راتوں رات قادیان پہنچنا ہے۔ چنانچہ تینوں نے راستے میں کھڑے ہوکر نہایت تضرّع سے دعا کی کہ اَے اللہ! جو زمین و آسمان کا قادر مطلق خدا ہے ہم تیرے عاجز بندے ہیں۔ تیرے مسیح کی زیارت کیلئے جاتے ہیں اور ہم پیدل سفر کررہے ہیں، سردی ہے، تُو ہی ہم پر رحم فرما۔ ہمارے لئے راستہ آسان کردے اور اس بادِ مخالف کو دُور کر۔ ابھی آخری لفظ دُعا کا منہ میں ہی تھا کہ ہوا نے رُخ بدلا اور بجائے سامنے کے پُشت کی طرف سے چلنے لگی اور ممد سفر بن گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہوا میں اڑے جارہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں نہر پر پہنچ گئے۔ اس جگہ کچھ بوندا باندی شروع ہوئی۔ نہر کے (پانی کے) پاس ایک کوٹھا تھا اس میں داخل ہوگئے۔ ان ایام میں گورداسپور کے ضلع کے اکثر سڑکوں پر ڈکیتی کی وارداتیں ہوتی تھیں۔ دیا سلائی جلا کر دیکھا تو کوٹھا خالی تھا اور اس میں دو اوپلے اور ایک موٹی اینٹ پڑی تھی۔ ہر ایک نے ایک ایک سرہانے رکھی اور زمین پر سو گئے۔ کچھ دیر بعد آنکھ کھلی تو ستارے نکلے ہوئے تھے آسمان صاف تھا اور بادل اور آندھی کا نام و نشان نہ تھا۔ چنانچہ پھر روانہ ہوئے اور سحری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دسترخوان پر کھائی۔ صبح حضرت اقدس کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی جو کہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے مسجد مبارک کی چھت پر پڑھائی۔ قریباً تین گھنٹے یہ نماز وغیرہ جاری رہی۔ (نماز خطبہ وغیرہ) کئی دوستوں نے شیشے پر سیاہی لگائی ہوئی تھی جس میں سے وہ گرہن دیکھنے میں مشغول تھے۔ ابھی خفیف سی سیاہی شیشے پر شروع ہوئی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کسی نے کہا کہ سورج کو گرہن لگ گیا ہے۔ آپ نے اس شیشے میں سے دیکھا تو نہایت ہی خفیف سی سیاہی معلوم ہوئی یعنی ابھی ہلکا سا گرہن لگنا شروع ہوا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اس گرہن کو ہم نے تو دیکھ لیا ہے مگر یہ ایسا خفیف ہے کہ عوام کی نظر سے اوجھل رہ جائے گا اور اس طرح ایک عظیم الشان پیشگوئی کا نشان مشتبہ ہو جائے گا۔ حضور علیہ السلام نے کئی بار اس کا ذکر کیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ہی سورج پہ جو سیاہی تھی، گرہن تھا، وہ بڑھنا شروع ہوا حتی کہ آفتاب کا زیادہ حصہ تاریک ہوگیا۔ تب حضور نے فرمایا کہ ہم نے آج خواب میں پیاز دیکھا تھا اس کی تعبیر غم ہوتی ہے۔ سو شروع میں سیاہی کے خفیف رہنے سے تھوڑا ہلکا سا غم ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے خوشی دکھائی۔“

(خطبہ جمعہ حضور پُرنُور ایدہ اللہ 20 مارچ 2015، نیز دیکھئے ”خسوف و کسوف کا نشان“ مصنفہ مکرم مسعود ناصر صاحب)

اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح و مہدی کی تائید و نصرت میں نشان ظاہر فرما کر جہاں آپؑ کی صداقت کا اعلان فرما دیا وہیں احبابِ جماعت کو ایک نیا جوش، نیا ایمان اور ایک نئی خوشی نصیب کی۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مولیٰ کے اس فضل و احسان پر شکر و امتنان کے جذبات سے لبریز ہو کر عربی میں کئی نظمیں لکھیں۔ ایک نظم کے شروع کے چند اشعار ذیل میں پیش ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں :

بُشْرٰی لَکُمْ یَا مَعْشَرَ الْاِخْوَانِ ــــ طُوْبٰی لَکُمْ یَا مَجْمَعَ الْخُلَّانِ
تمہیں اَے جماعتِ برادران بشارت ہو تمہیں اَے جماعتِ دوستان مبارک ہو

ظَھَرَتْ بُرُوْقُ عِنَایَۃِ الْحَنَّانِ ــــ وَ بَدَا الصِّرَاطُ لِمَنْ لَہُ الْعَیْنَانِ
خدا تعالیٰ کی عنایت کی چمک ظاہر ہوگئی اور جو شخص دو آنکھیں رکھتا ہے اس کے لئے راہ کھل گیا

اَلنَّیِّرَانِ بِھٰذِہِ الْبُلْدَانِ ــــ خُسِفَا بِاِذْنِ اللّٰہِ فِیْ رَمَضَانِ
سورج اور چاند کو ان ملکوں میں اللہ کے حکم سے رمضان میں گرہن لگ گیا

وَ بِشَارَۃٌ مِنْ سَیِّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی ــــ ظَھَرَتْ مُطَھَّرَۃً مِنَ الْاَدْرَانِ
اور ایک بشارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے پاک طور پر ظاہر ہوگئی کہ کوئی میل اس کے ساتھ نہیں

اَلْیَوْمَ یَوْمٌ فِیْہِ حَصْحَصَ صِدْقُنَا ــــ قَدْ مَاتَ کُلُّ مُکَذِّبٍ فَتَّانِ
آج وہ دن ہے جس میں ہمارا صدق ظاہر ہوگیا اور ہر ایک مکذب فتنہ انگیز مر گیا

اَلْیَوْمَ یَبْکِیْ کُلُّ اَھْلِ بَصِیْرَۃٍ ــــ مُتَذَکِّرًا لِمَرَاحِمِ الرَّحْمٰنِ
آج ہر یک اہل بصیرت رو رہا ہے اور رونے کا سبب خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو یاد کرنا ہے

کسوف و خسوف کا نشان ظاہر ہونے پر وہی مولوی جو اس نشان کا مطالبہ کررہے تھے، حدیث پر طرح طرح کے اعتراضات کرنے لگے جس کے جواب میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں کئی انعامی چیلنج دیئے جس میں سے ایک یہ بھی ہے جس کا ہم نے اِس عنوان میں ذکر کیا ہے۔ ان تمام چیلنج کا ذکر ہم انشاء اللہ آئندہ شماروں میں کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......

خطبہ جمعہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد اور داماد ابوتراب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

آپ ہر خوبی میں اور بلاغت وفصاحت کے طریقوں میں کامل تھے

اور جس نے آپ کے کمال کا انکار کیا تو اس نے بے حیائی کا طریق اختیار کیا (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت علیؓ نے فرمایا خبردار میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاک ہوں گے

ایک وہ جو محبت میں غلو کر کے مجھے وہ مقام دیں گے جو کہ میرا مقام نہیں ہے اور دوسرے وہ لوگ جو مجھ سے بغض رکھیں گے اور میری دشمنی میں مجھ پر بہتان باندھیں گے

صحابہ کا تقویٰ یہ تھا کوشش کرتے تھے کہ قرآن کریم کے ہر حکم پر عمل کریں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو نصیحت کی، فرمایا اے علیؓ! اگر تیری تبلیغ سے ایک آدمی بھی ایمان لے آئے تو یہ تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیان تیری بھیڑوں اور بکریوں کا ایک بڑا بھاری گلہ جا رہا ہو اور تو اسے دیکھ کر خوش ہو

ایم ٹی اے کے چوبیس گھنٹے نشر ہونے والے نئے چینل ’’ایم ٹی اے گھانا‘‘ کے اجرا کا اعلان

پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کی مخالفت کے پیش نظر دعاؤں کی مکرر تحریک

پاکستان کے احمدیوں کو نوافل اور دعاؤں اور صدقات پر زور دینے کی تلقین

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15؍جنوری 2021ء بمطابق 15؍صلح 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا آج بھی آپؓ کا ذکر ہی ہوگا اور آج آپ کے بارے میں جو معلومات، جو مواد میں نے اکٹھا کیا ہوا تھا وہ مکمل ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ’’حضرت امام حسین صاحبؓ نے ایک دفعہ سوال کیا‘‘ یعنی حضرت علیؓ سے ’’کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں۔ حضرت حسین علیہ السلام نے اس پر بڑا تعجب کیا اور کہا کہ ایک دل میں دو محبتیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں؟ پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا کہ وقت مقابلہ پر آپؓ کس سے محبت کریں گے؟ فرمایا‘‘ (حضرت علیؓ نے فرمایا) ’’اللہ سے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 7، صفحہ 57)

اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

’’حضرت حسنؓ نے حضرت علیؓ سے ایک سوال کیا کہ آپ کو مجھ سے محبت ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں۔ حضرت حسنؓ نے پھر سوال کیا کہ کیا آپ کو خدا تعالیٰ سے بھی محبت ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں۔ حضرت حسنؓ نے کہا تب تو آپ ایک رنگ میں شرک کے مرتکب ہوئے۔ شرک اسی کو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ اس کی محبت میں کسی اور کو شریک بنا لیا جائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا حسنؓ! میں شرک کا مرتکب نہیں ہوں۔ مَیں بیشک تجھ سے محبت کرتا ہوں لیکن جب تیری محبت خدا تعالیٰ کی محبت سے ٹکرا جائے تو میں فوراً اسے چھوڑ دوں گا۔‘‘

(قرونِ اولیٰ کی نامور خواتین اور صحابیات کے ایمان افروز …… انوار العلوم، جلد 21، صفحہ 623)

پھر حضرت مصلح موعودؓ حضرت علیؓ کے بارے میں ایک جگہ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’حضرت علیؓ کو جب کوئی بڑی مصیبت پیش آتی تو وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرتے تھے کہ يَا كٓهٰيٰعٓصٓ اِغْفِرْ لِيْ۔ یعنی اے كٓهٰيٰعٓصٓ! مجھے معاف فرما دے۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد 5، صفحہ 17)

اُمّ ہانی کی ایک روایت کے مطابق ان مقطعات کے یہ معنی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کاف قائم مقام صفت کافی کا ہے، ہاء قائم مقام صفت ہادی کا ہے اور عین قائم مقام صفت عالم یا علیم کی ہے اور ص قائم مقام صفت صادق کی ہے۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر، جلد 5، صفحہ 17)

یعنی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ! تُو کافی ہے۔ تُو ہادی ہے۔ تُو علیم ہے اور تُو سچا ہے، صادق ہے۔ تیری تمام صفات کا واسطہ ہے کہ مجھے بخش دے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’مفسرین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بھی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک دفعہ اپنے ایک نوکر کو آواز دی مگر وہ نہ بولا۔ آپؓ نے بار بار آواز دی مگر پھر بھی اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ لڑکا اتفاقاً آپؓ کو سامنے نظر آ گیا تو آپ نے اس سے پوچھا مَا لَكَ لَمْ تُجِبْنِيْ کہ تجھے کیا ہو گیا کہ میں نے تجھے اتنی بار بلایا مگر تُو پھر بھی نہیں بولا۔ قَالَ لِثِقَتِيْ بِحِلْمِكَ وَ اَمْنِيْ مِنْ عُقُوْبَتِكَ فَاسْتَحْسَنَ جَوَابَهٗ وَ اَعْتَقَهٗ۔ اس نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ مجھے آپ کی نرمی کا یقین تھا اور آپ کی سزا سے میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہوں۔ اس لئے میں نے آپ کی بات کا جواب نہ دیا۔ حضرت علیؓ کو اس لڑکے کا یہ جواب پسند آیا تو آپ نے اسے آزاد کر دیا۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد 8، صفحہ 255)

اب کوئی دنیادار ہوتا تو شاید اسے سزا دیتا کہ تُو میری نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے لیکن آپؓ نے اس کو انعام سے نوازا۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت علیؓ کے بیٹوں حسنؓ اور حسینؓ کو ایک شخص پڑھایا کرتا تھا۔ حضرت علیؓ ایک دفعہ اپنے بچوں کے پاس سے گزرے تو آپؓ نے سنا کہ آپؓ کے بچوں کو ان کا استاد خَاتِمَ النبیین پڑھا رہا تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: میرے بچوں کو خَاتِمَ النبیین نہ پڑھاؤ بلکہ خَاتَمَ النبیین پڑھایا کرو‘‘ یعنی ’ت‘ کے نیچے زیر کے بجائے ’ت‘ کے اوپر زبر کے ساتھ پڑھاؤ۔ ’’یعنی بیشک یہ دونوں قراءتیں ہیں لیکن مَیں خَاتَمَ النبیین کی قراءت کو زیادہ پسند کرتا ہوں کیونکہ خَاتَمَ النبیین کے معنی ہیں نبیوں کی مہر اور خَاتِمَ النبیین کے معنی ہیں نبیوں کو ختم کرنے والا۔ میرے بچوں کو تاء کی زبر سے پڑھایا کرو۔‘‘ (فریضۂ تبلیغ اور احمدی خواتین، انوار العلوم، جلد 18، صفحہ 404)

پھر حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں ’’حضرت علیؓ کی نسبت بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ قرآن شریف کے حافظ تھے بلکہ انہوں نے قرآن شریف کے نزول کی ترتیب کے لحاظ سے قرآن لکھنے کا کام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد شروع کر دیا تھا۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 429)

ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو کسی صحابیؓ نے کھانے پر

بلایا۔ بعض صحابہؓ بھی مدعو تھے جن میں حضرت علیؓ بھی شامل تھے۔ آپؓ کی عمر نسبتاً چھوٹی تھی‘‘ حضرت علی کی عمر چھوٹی تھی ’’اس لئے بعض صحابہؓ کو آپ سے مذاق کی سوجھی۔ وہ کھجوریں کھاتے جاتے تھے اور گٹھلیاں حضرت علیؓ کے سامنے رکھتے جاتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی اسی طرح کر رہے تھے۔ حضرت علیؓ جوان تھے کھانے میں مصروف رہے اور اس طرف نہیں دیکھا۔ جب دیکھا تو گٹھلیوں کا ڈھیر آپؓ کے سامنے لگا ہوا تھا۔ صحابہؓ نے مذاقاً حضرت علیؓ سے کہا تم نے ساری کھجوریں کھالی ہیں!! یہ دیکھو! ساری گٹھلیاں تمہارے آگے پڑی ہیں۔ حضرت علیؓ کی طبیعت میں بھی مذاق تھا۔ چڑ چڑا پن نہیں تھا۔ چڑ چڑا پن ہوتا تو آپ صحابہؓ سے لڑ پڑتے اور کہتے کہ آپ مجھ پر الزام لگاتے ہیں یا مجھ پر بدظنی کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ سمجھ گئے کہ یہ مذاق ہے جو اُن سے کیا گیا ہے۔‘‘ حضرت علیؓ نے سوچا کہ ’’اب میری خوبی یہ ہے کہ میں بھی اس کا جواب مذاق میں دوں۔‘‘ چنانچہ ’’آپؓ نے فرمایا: آپ سب گٹھلیاں بھی کھا گئے ہیں لیکن مَیں گٹھلیاں رکھتا رہا ہوں‘‘ کہ آپ سب لوگ جب کھا رہے تھے تو گٹھلیوں سمیت کھجوریں کھا گئے ہیں لیکن میں نے گٹھلیاں رکھی ہوئی ہیں’’ اور ثبوت اس کا یہ ہے کہ گٹھلیوں کا ڈھیر میرے سامنے پڑا ہے۔ صحابہؓ پر یہ مذاق الٹ پڑا۔‘‘

(خطبات محمود، جلد 33، صفحہ 259-260)

حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ حضرت علیؓ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ ’’حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی تلاوت فرمارہے تھے کہ حضرت علیؓ نے لقمہ دیا۔ نماز کے بعد آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ یہ تمہارا کام نہ تھا۔ غلطی کی طرف توجہ دلانے کیلئے میں نے آدمی مقرر کئے ہوئے ہیں۔‘‘

(خطبات محمود، جلد 25، صفحہ 299)

نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے تو کہیں آگے پیچھے ہو گیا ہوگا اور حضرت علیؓ نے لقمہ دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس کیلئے مقرر کیے ہوئے ہیں تم نہ دو۔ حالانکہ حضرت علیؓ بھی کافی عالم تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ ایک اَور جگہ بیان فرماتے ہیں کہ

’’قرآن کریم میں حکم ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے کوئی مشورہ لو تو پہلے صدقہ دے لیا کرو۔ کہتے ہیں حضرت علیؓ نے اس حکم سے پہلے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مشورہ نہ لیا تھا مگر جب یہ حکم نازل ہوا تو حضرت علیؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ رقم بطور صدقہ پیش کر کے عرض کیا کہ میں کچھ مشورہ لینا چاہتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے الگ جا کر حضرت علیؓ سے باتیں کیں۔ کسی دوسرے صحابی نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ کیا بات تھی جس کے متعلق آپؓ نے مشورہ لیا؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ کوئی خاص بات تو مشورہ طلب نہ تھی مگر میں نے چاہا کہ قرآن کریم کے اس حکم پر بھی عمل ہو جائے۔‘‘

(خطبات محمود، جلد 25، صفحہ 752)

یہ تھے صحابہ کے طریق۔ ایک جگہ یہ واقعہ اس طرح بھی ملتا ہے کہ ایک صحابی لوگوں کے گھروں میں جایا کرتے تھے کہ قرآن کریم کا یہ جو حکم ہے کہ اگر تمہیں کوئی گھر والا کہے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔ کہتے ہیں میں نے کئی دفعہ کوشش کی بلکہ بعض دفعہ روزانہ کوشش کی، کسی نہ کسی گھر میں جاتا کہ کوئی مجھے کہے کہ واپس چلے جاؤ اور میں خوشی خوشی واپس آجاؤں تاکہ قرآن کریم کے حکم کی تعمیل ہو جائے لیکن میری یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوئی۔ کسی گھر والے نے کبھی مجھے یہ نہیں کہا کہ واپس چلے جاؤ۔ (تفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، جلد 15، صفحہ 199، سورۃ النور زیر آیت 29 مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 2006ء)

آج کل اگر ہم کسی کو کہیں کہ مصروف ہیں، واپس چلے جاؤ یا ملاقات نہیں ہوسکتی تو لوگ بُرا مان جاتے ہیں لیکن صحابہ کا تقویٰ یہ تھا کوشش کرتے تھے کہ قرآن کریم کے ہر حکم پر عمل کریں۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ کسی غرض کیلئے صحابہؓ سے چندہ مانگا۔ حضرت علیؓ باہر گئے گھاس کاٹا اور اسے بیچ کر جو قیمت ملی وہ چندہ میں دے دی۔‘‘

(خطبات محمود، جلد 33، صفحہ 357)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک دفعہ واقعات بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ غالباً اپنے درس میں بیان فرمایا تھا کہ حضرت علامہ عبید اللہ صاحب بسمل ایک چوٹی کے شیعہ عالم تھے۔ اتنے بزرگ اور اتنے علم میں گہرے اور متبحر کہ جب یہ احمدی ہو گئے تو اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ہی نہیں بعد میں پارٹیشن تک، پارٹیشن کے بعد بھی ان کی بعض کتب ابھی تک تدریس کے طور پر شیعہ مدرسوں میں پڑھائی جا رہی ہیں کیونکہ مجھے یاد ہے خلیفۃ المسیح الرابع کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شیعہ دوست میرے پاس گفتگو کیلئے آئے جب میں وقفِ جدید میں ہوتا تھا تو گفتگو کے بعد انہوں نے اطمینان کا اظہار کیا اور اللہ کے فضل سے احمدی ہو گئے۔ اس فیصلہ کے بعد انہوں نے بتایا کہ میں پہلے آپ کو بتایا نہیں کرتا تھا۔ پہلے وہ ایک شیعہ عالم تھے، ان کا مجھے عہدہ یاد نہیں مگر وہ شیخوپورہ کے کسی گاؤں یا فیصل آباد کے کسی گاؤں، ان کے بازو کے علاقے کے تھے کہیں کے، انہوں نے بتایا کہ مَیں شیعوں میں یہ مرتبہ رکھتا ہوں، عالم ہوں۔ یعنی کہ یہ جو آدمی جنہوں نے بیعت کی ان کے بارے میں خلیفہ رابعؒ بتا رہے ہیں کہ وہ شیعہ عالم تھے۔ اور (وہ کہتے ہیں) میں عالم ہوں اور شیعوں میں کافی مرتبہ رکھتا ہوں لیکن آج میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ ابھی تک عبید اللہ صاحب بسمل کی کتب ہمارے مدرسوں میں پڑھائی جا رہی ہیں۔ اتنا ان کا رعب ہے، ان کے علم کا اور ہمیں یہ لوگ بتاتے نہیں۔ خلیفہ رابع کہتے ہیں ہمیں یہ شیعہ لوگ نہیں بتاتے کہ کس طرح وہ بسمل صاحب کی کتابیں پڑھا رہے ہیں۔ آپ بتا رہے ہیں کہ مجھے تو ویسے پتہ لگ گیا ہے اس عالم کے ذریعہ سے۔ لیکن یہ وہاں پڑھاتے ہوئے نہیں بتاتے کہ وہ کون تھا اور بعد میں، بسمل صاحب کے ساتھ کیا ہوا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا اور ان ساری عزتوں کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا جو ان کو اس زمانے میں شیعہ مسلک سے حاصل تھیں۔ یہ ان کی کتب کا حوالہ ہے یعنی کسی معمولی آدمی کا حوالہ نہیں ہے۔ اس کتاب کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ حوالہ دے رہے ہیں۔ یہ ساری تمہید باندھ کے کہ البزار نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ جواب دیا کہ آپ سب سے زیادہ بہادر ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تو ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ سے لڑتا ہوں پھر میں سب سے زیادہ بہادر کیسے ہوا؟ اب تم یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ حضرت علیؓ نے دوبارہ پوچھا۔ یہ بسمل صاحب نے ایک کتاب کے حوالے سے اپنی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ جناب ہم کو نہیں معلوم آپ ہی فرمائیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد کیا کہ سب سے زیادہ بہادر اور شجاع حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد کیا یعنی حضرت علیؓ نے ارشاد کیا کہ سب سے زیادہ بہادر اور شجاع حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ سنو! جنگ بدر میں ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک سائبان بنایا تھا۔ ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس سائبان کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دے۔ بخدا ہم میں سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمشیر برہنہ کے ساتھ، شمشیر برہنہ ہاتھ میں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے اور پھر کسی مشرک کو آپ کے پاس آنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ اگر کسی نے ایسی جرأت کی بھی تو آپ فوراً اس پر ٹوٹ پڑے۔ اس لیے آپؓ ہی سب سے زیادہ بہادر ہیں یعنی حضرت ابوبکرؓ۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نرغے میں لے لیا اور وہ آپ کو گھسیٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم ہی وہ ہو جو کہتے ہو کہ خدا ایک ہے۔ حضرت علیؓ فرما رہے ہیں کہ خدا کی قَسم! کسی کو مشرکین سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر اور دھکے دے دے کر ہٹاتے جاتے اور فرماتے جاتے، تم پر افسوس ہے کہ تم ایسے شخص کو ایذا پہنچا رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار صرف اللہ ہے۔ یہ فرما کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی چادر اٹھائی، چادر منہ پر رکھ کر اتنا روئے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی بھیگ گئی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت دے۔ اے لوگو! بتاؤ کہ مومن آل فرعون اچھے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھے ہیں۔ آل فرعون سے جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اپنے پیغمبر پر اس قدر جاں نثاری نہیں کی جتنی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے۔ لوگ یہ سن کر خاموش رہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو! جواب کیوں نہیں دیتے۔ خدا کی قسم! ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ساعت آل فرعون کے مومن کی ہزار ساعتوں سے بہتر ہے اور بڑھ کر ہے اس لیے کہ وہ لوگ اپنا ایمان چھپاتے پھرتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار علی الاعلان کیا۔

(ماخوذ از درس القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرمودہ 16/فروری 1994ء)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو نصیحت کی۔ فرمایا اے علیؓ! اگر تیری تبلیغ سے ایک آدمی بھی ایمان لے آئے تو یہ تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیان تیری بھیڑوں اور بکریوں کا ایک بڑا بھاری گلّہ جا رہا ہو اور تُو اسے دیکھ کر خوش ہو۔‘‘

(ہمارے ذمہ تمام دنیا کو فتح کرنے کا کام ہے، انوار العلوم، جلد 18، صفحہ 464)

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سَلَمہؓ بیان کرتی ہیں کہ مَیں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے علیؓ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے علیؓ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔ (مجمع الزوائد جلد 9، صفحہ 126، کتاب المناقب، مناقب علی بن طالب، حدیث 14757، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت زر بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا۔ یقیناً نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مجھ سے عہد تھا کہ مجھ سے صرف مومن محبت رکھے گا اور صرف منافق مجھ سے بغض رکھے گا۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان حب الانصار............ الخ، حدیث نمبر 240)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ تمہاری مثال حضرت عیسیٰ کی سی ہے جن سے یہودیوں نے اتنا بغض کیا کہ ان کی والدہ پر بہتان باندھ دیا اور عیسائی لوگ آپؑ کی محبت یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی محبت میں اس قدر بڑھ گئے کہ انہوں نے آپؑ کو وہ مقام دے دیا جو کہ ان کا مقام نہ تھا۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا: خبردار! میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاک ہوں گے۔ ایک وہ جو محبت میں غلو کر کے مجھے وہ مقام دیں گے جو کہ میرا مقام نہیں ہے اور دوسرے وہ لوگ جو مجھ سے بغض رکھیں گے اور میری دشمنی

میں مجھ پر بہتان باندھیں گے۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 1، صفحہ 439، مسند علی بن ابی طالب، حدیث 1377، عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت علیؓ فَے کے مال یعنی وہ مالِ غنیمت جو دشمن سے جنگ کیے بغیر ہاتھ لگے، اس کی تقسیم میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق کو اختیار کرتے تھے۔ آپؓ کے پاس جب بھی مال آتا تو آپؓ وہ سارے کا سارا تقسیم کر دیتے اور اس میں سے کچھ بھی بچا کر نہ رکھتے سوائے اسکے جو اس روز تقسیم ہونے سے رہ جاتا۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ اے دنیا! جا میرے علاوہ کسی اَور کو جا کر دھوکا دے۔ آپ فَے کے مال میں سے نہ تو خود لیتے اور نہ کسی گہرے دوست یا عزیز کو اس میں سے کچھ دیتے۔ آپؓ گورنری اور عہدہ وغیرہ صرف دیانت دار اور امین لوگوں کو دیتے۔ جب آپ کو ان میں سے کسی کی خیانت کی خبر پہنچتی تو آپ ان کو یہ آیات لکھ کر بھیجتے۔ قَدۡ جَآءَتۡکُمۡ مَّوۡعِظَۃٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ (یونس:58) یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت کی بات آچکی ہے اور اَوۡفُوا الۡمِکۡیَالَ وَالۡمِیۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡیَآءَہُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ۔ بَقِیَّتُ اللّٰہِ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ وَمَاۤ اَنَا عَلَیۡکُمۡ بِحَفِیۡظٍ (ہود:86-87) ماپ اور تول کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو اور لوگوں کی چیزیں ان کو کم کر کے نہ دیا کرو اور زمین میں مفسد بنتے ہوئے بدامنی نہ پھیلاؤ۔ اللہ کی طرف سے جو تجارت میں بچتا ہے وہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سچے مومن ہو اور میں تم پر نگران نہیں ہوں۔ نیز اسے لکھتے جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو تمہارے پاس ہمارے جو اموال ہیں وہ سنبھال کر رکھنا یہاں تک کہ ہم تمہاری طرف کسی ایسے شخص کو بھیجیں جو تم سے وہ اموال وصول کرے۔

پھر آپؓ اپنی نظریں آسمان کی طرف کر کے فرماتے اے اللہ! یقیناً تُو جانتا ہے کہ میں نے انہیں تیری مخلوق پر ظلم کرنے اور تیرے حق کو چھوڑنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

اَبْجَر بن جُرمُوز اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا مَیں نے حضرت علی بن ابوطالبؓ کو دیکھا کہ آپؓ کوفہ سے نکل رہے تھے اور آپؓ کے اوپر دو قِطری چادریں تھیں۔ قِطر بحرین کی ایک بستی کا نام ہے جہاں سرخ دھاری دار چادریں بنتی تھیں۔ جن میں سے ایک کو آپ نے تہبند کے طور پر باندھا ہوا تھا اور دوسری کو اوپر لیا ہوا تھا۔ آپ کی تہبند نصف پنڈلی تک تھی۔ آپ ایک کوڑا تھامے ہوئے بازار میں چل رہے تھے اور لوگوں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے، سچی بات کہنے، عمدگی سے خرید و فروخت کرنے اور ماپ تول اور وزن کو پورا کرنے کی تلقین فرما رہے تھے۔

مُجَمِّع تَیْمی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے بیت المال میں جتنا مال تھا وہ سارے کا سارا مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر آپ کے حکم سے اس میں چونا کروایا گیا۔ پھر آپ نے اس میں اس امید پر نماز پڑھی کہ قیامت کے دن وہ آپ کیلئے گواہی دے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد 3 صفحہ 1111 تا 1113، ذکر علی بن ابی طالب، دار الجیل بیروت 1992ء) (لغات الحدیث، جلد 3، صفحہ 575، نعمانی کتب خانہ لاہور 2005ء)

حضرت مصلح موعودؓ حضرت علیؓ کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 7؍دسمبر 1892ء کو اپنا ایک رؤیا بیان فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ مَیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن گیا ہوں یعنی خواب میں ایسا معلوم کرتا ہوں کہ وہی ہوں۔ اور خواب کے عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض اوقات ایک شخص اپنے تئیں دوسرا شخص خیال کر لیتا ہے سو اس وقت مَیں سمجھتا ہوں کہ مَیں علی مرتضیٰ ہوں اور ایسی صورت واقع ہے کہ ایک گروہ خوارج کا میری خلافت کا مزاحم ہو رہا ہے یعنی وہ گروہ میری خلافت کے امر کو روکنا چاہتا ہے اور اس میں فتنہ انداز ہے۔ تب میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہیں اور شفقت اور تودّد سے مجھے فرماتے ہیں کہ یَا عَلِیُّ! دَعۡھُمۡ وَ اَنۡصَارَھُمۡ وَزِرَاعَتَھُمۡ۔ یعنی اے علی! ان سے اور ان کے مددگاروں اور ان کی کھیتی سے کنارہ کر اور ان کو چھوڑ دے اور ان سے منہ پھیر لے اور میں نے پایا کہ اس فتنہ کے وقت صبر کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو فرماتے ہیں اور اعراض کیلئے تاکید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تُو ہی حق پر ہے مگر ان لوگوں سے ترکِ خطاب بہتر ہے۔‘‘ (برکات خلافت، انوار العلوم، جلد 2، صفحہ 176)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج کے لشکر کی تمام چیزوں پر قبضہ کر لیا۔ ہتھیار اور جنگی سواریاں تو لوگوں میں تقسیم کروائے لیکن سامان و غلام اور لونڈیوں کو کوفہ واپس آنے پر ان کے مالکوں کو لوٹا دیا۔‘‘ (مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی نظریہ، انوار العلوم، جلد 23، صفحہ 363)

پھر ایک اَور حوالے سے حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ کی نسبت حضرت عمرؓ کا زمانہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دور تھا۔ یہی حال حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا تھا۔ بیشک ان کا درجہ اپنے سے پہلے خلیفوں سے کم تھا لیکن ان کے وقت جو واقعات پیش آئے ان میں ان کے درجہ کا اتنا اثر نہیں تھا جتنا رسول کریمؐ کے زمانہ سے دور ہونے کا اثر تھا کیونکہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے وقت زیادہ تر وہ لوگ تھے جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی تھی لیکن بعد میں دوسروں کا زیادہ دخل ہو گیا۔ چنانچہ جب حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد میں تو ایسے فتنے اور فساد نہ ہوتے تھے جیسے آپؓ کے وقت میں ہو رہے ہیں تو انہوں نے کہا بات یہ ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ماتحت میرے جیسے لوگ تھے اور میرے ماتحت تیرے جیسے لوگ ہیں۔‘‘ (جماعت احمدیہ اور ہماری ذمہ داریاں، انوار العلوم، جلد 5، صفحہ 95)

پھر ایک اَور جگہ حضرت مصلح موعودؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’ایک شخص اس زمانہ میں جبکہ حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان جنگ جاری تھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ آپ حضرت علیؓ کے زمانہ کی جنگوں میں کیوں شامل نہیں ہوتے حالانکہ قرآن کریم میں صاف حکم موجود ہے کہ وَقٰتِلُوۡھُمۡ حَتّٰی لَا تَکُوۡنَ فِتۡنَۃٌ۔ انہوں نے جواب دیا کہ.......... ہم نے یہ حکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں پورا کر دیا ہے جبکہ اسلام بہت قلیل تھا اور آدمی کو اس کے دین کی وجہ سے فتنہ میں ڈالا جاتا تھا یعنی یا تو اسے قتل کیا جاتا تھا یا عذاب دیا جاتا تھا یہاں تک کہ اسلام پھیل گیا۔ پھر کسی کو فتنہ میں نہیں ڈالا جاتا تھا۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد 2، صفحہ 427-428)

یعنی اگر جنگیں تھیں تو دین بدلنے کیلئے تھیں اور ان کے خلاف تھیں جو دین بدلنا چاہتے تھے۔ اب یہاں تو دین قائم ہو گیا۔ اسلام قائم ہو گیا۔ عقیدے کا تو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بعض نظریاتی اختلاف ہیں اس لیے میں جنگوں میں شامل نہیں ہوتا۔ بہرحال یہ ان کا اپنا ایک نظریہ تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’جب رومی بادشاہ نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی جنگ کی خبر معلوم کر کے اسلامی مملکت پر حملہ کرنا چاہا تو حضرت معاویہؓ نے اسے لکھا کہ ہوشیار رہنا ہمارے آپس کے اختلاف سے دھوکہ نہ کھانا۔ اگر تم نے حملہ کیا تو حضرت علیؓ کی طرف سے جو پہلا جرنیل تمہارے مقابلہ کیلئے نکلے گا وہ میں ہوں گا۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 430)

آپ نے اسکا ذرا تفصیل سے ذکر اس طرح بھی بیان فرمایا کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ جب روم کے بادشاہ نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ میں اختلاف دیکھا تو اس نے چاہا کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے ایک لشکر بھیجے۔ اس وقت رومی سلطنت کی ایسی ہی طاقت تھی جیسی اس وقت امریکہ کی ہے۔ اسکی لشکر کشی کا ارادہ دیکھ کر ایک پادری نے جو بڑا ہوشیار تھا کہا بادشاہ سلامت آپ میری بات سن لیں اور لشکر کشی کرنے سے اجتناب کریں۔ یہ لوگ اگرچہ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں لیکن آپ کے مقابلے میں متحد ہو جائیں گے اور باہمی اختلاف کو بھول جائیں گے۔ پھر اس نے ایک مثال دی وہ بھی شاید اس نے تحقیر کے رنگ میں ہی دی ہو بہرحال کس نیت سے دی، تحقیر کی نیت سے یا ویسے ہی سمجھا ہو گا کہ یہ بہتر مثال ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کتے منگوائیں اور انہیں ایک عرصہ تک بھوکا رکھیں۔ پھر ان کے آگے گوشت ڈالیں وہ آپس میں لڑنے لگ جائیں گے۔ اگر آپ انہی کتوں پر شیر چھوڑ دیں تو وہ دونوں اپنے اختلاف کو بھول کر شیر پر جھپٹ پڑیں گے۔ اس مثال سے اس نے یہ بتایا کہ تُو چاہتا ہے کہ اس وقت حضرت علی اور معاویہ کے اختلاف سے فائدہ اٹھالے لیکن مَیں یہ بتا دیتا ہوں کہ جب بھی کسی بیرونی دشمن سے لڑنے کا سوال پیدا ہو گا یہ دونوں اپنے باہمی اختلافات کو بھول جائیں گے اور دشمن کے مقابلے میں متحد ہو جائیں گے اور ہوا بھی یہی۔ جب حضرت معاویہ کو روم کے بادشاہ کے ارادے کا علم ہوا تو آپ نے اسے پیغام بھیجا کہ تُو چاہتا ہے کہ ہمارے اختلاف سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں پر حملہ کرے لیکن مَیں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ میری حضرت علی کے ساتھ بیشک لڑائی ہے لیکن اگر تمہارا لشکر حملہ آور ہوا تو حضرت علی کی طرف سے اس لشکر کا مقابلہ کرنے کیلئے جو سب سے پہلا جرنیل نکلے گا وہ میں ہوں گا۔ (ماخوذ از مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1956ء میں خطابات، انوار العلوم، جلد 25، صفحہ 416-417)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ کہتے تھے کہ ہم میں سب سے بہتر قرآن پڑھنے والے اُبَی بن کعبؓ ہیں اور ہم میں سے بہتر فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر سورۃ البقرۃ، باب قولہ ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا، حدیث 4481)

حضرت اُمّ عَطِیَّہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس میں حضرت علیؓ بھی تھے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے سنا۔ اے اللہ! تُو مجھے موت نہ دینا جب تک کہ تو مجھے علیؓ کو دکھا نہ دے۔

(اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ، جلد 4، صفحہ 100، ذکر علی بن ابی طالب، دار الفکر بیروت 2003ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت علیؓ کو ایک سریہ پر بھیجا۔ جب وہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول اور جبرئیل تجھ سے راضی ہیں۔

(کنز العمال، جلد 13، صفحہ 107، حدیث 36349، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1985ء)

ایک جگہ ایک واقعہ آتا ہے کہ امیر معاویہ نے ضِرار صُدائی سے کہا کہ مجھے حضرت علیؓ کے اوصاف بتاؤ۔ اس نے کہا کہ امیر المومنین! مجھے اس سے معاف فرمائیں۔ امیر معاویہ نے کہا تمہیں بتانا پڑے گا۔ ضرار نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر سنیں۔ خدا کی قسم! حضرت علیؓ بلند حوصلہ اور مضبوط قویٰ کے مالک تھے۔ فیصلہ کن بات کہتے اور عدل سے فیصلہ کرتے تھے۔ آپ علم و معرفت کا بہتا چشمہ تھے اور آپ کی بات بات سے حکمت ٹپکتی تھی۔ آپؓ دنیا اور اس کی رونقوں سے وحشت محسوس کرتے اور رات اور اس کی تنہائی سے انس رکھتے تھے۔ آپؓ بہت رونے والے اور بہت غور و فکر کرنے والے انسان تھے۔ آپؓ مختصر لباس اور نہایت سادہ کھانا پسند کرتے تھے۔ آپ ہمارے درمیان ہمارے جیسے ایک عام شخص کی طرح رہتے تھے۔ ہم سوال کرتے تو آپ جواب دیتے اور کسی واقعہ کی بابت دریافت کرتے تو اس کے بارے میں بتاتے۔ خدا کی قسم! باوجودیکہ ہمارا ان سے اور ان کا ہم سے محبت اور قرب کا بڑا تعلق تھا مگر ہم ان کے رعب کی وجہ سے ان سے کم کم بات کرتے تھے۔ وہ دیندار لوگوں کی تعظیم کرتے اور مساکین کو اپنے قرب میں جگہ دیتے تھے۔ کوئی طاقتور شخص یہ طمع نہیں رکھ سکتا تھا کہ وہ اپنی جھوٹی

بات آپ سے منوا لے گا اور کوئی کمزور شخص آپ کے عدل و انصاف سے مایوس نہ ہوتا تھا۔ خدا کی قسم! بعض موقعوں پر میں نے دیکھا کہ جب رات ڈھل جاتی اور ستارے ماند پڑ جاتے تو آپ اپنی داڑھی پکڑ کر ایسے تڑپتے جیسے سانپ کا ڈسا ہوا شخص تڑپتا ہے اور سخت غمگین شخص کی طرح روتے اور کہتے اے دنیا! جا تُو میرے سوا کسی اَور کو جا کر دھوکا دے۔ کیا تُو میرے منہ لگتی ہے اور مجھے بن سنور کر دکھاتی ہے۔ تُو جو چاہتی ہے وہ کبھی نہیں ہوگا، کبھی نہیں ہوگا۔ میں تو تمہیں تین طلاقیں دے چکا جن کے بعد کوئی رجوع نہیں ہوتا کیونکہ تیری عمر تھوڑی ہے اور تُو بے وقعت ہے۔ یہ تمثیلی زبان میں دنیا سے مخاطب ہیں کیونکہ تیری عمر تھوڑی ہے اور تُو بے وقعت ہے۔ آہ! زادِ راہ کم ہے اور سفر لمبا اور راستہ وحشت ناک ہے۔ آپ کی صفات کے بارے میں یہ ساری باتیں بتائیں تو یہ سن کر امیر معاویہ رو پڑے اور کہا۔ اللہ! ابوالحسن پر رحم کرے۔ خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔ اے ضِرار! علی کی وفات پر تمہیں کیسا غم ہوا؟ ضِرار نے کہا اس عورت کے غم جیسا جس کے بچے کو اس کی گود میں ہی ذبح کر دیا جائے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد 3، صفحہ 1107-1108، ذکر علی بن ابی طالب، دارالجیل بیروت 1992ء)

حضرت علیؓ کے قضائی فیصلے بہت مشہور ہیں۔ ان میں سے بعض بیان کرتا ہوں جو حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمائے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ

’’حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا ایک واقعہ جو طبری نے لکھا ہے، بتاتا ہے کہ ابتدائے اسلام سے اس احتیاط پر عمل ہوتا چلا آیا ہے۔ وہ واقعہ اس طرح ہے کہ عَدَل بن عثمان بیان کرتے ہیں۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی ساری عربی عبارت ہی لکھی ہے میں اس وقت وہ عربی کی عبارت چھوڑ دیتا ہوں۔ ان شاء اللہ خطبہ چھپے گا تو اس وقت یہ لکھی جائے گی۔ (رَاَیْتُ عَلِیًّا عَمَّ خَارِجًا مِنْ ھَمْدَانَ فَرَاٰی فِئَتَیْنِ تَقْتُلَانِ فَفَرَّقَ بَیْنَھُمَا ثُمَّ مَضٰی فَسَمِعَ صَوْتًا یَا غَوْثًا بِاللّٰہِ فَخَرَجَ یَحُضُّ نَحْوَہٗ حَتّٰی سَمِعْتُ خَفْقَ نَعْلِہٖ وَھُوَ یَقُوْلُ اَتَاکَ الْغَوْثُ فَاِذَا رَجُلٌ یُلَازِمُ رَجُلًا فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِعْتُ مِنْ ھٰذَا ثَوْبًا بِتِسْعَۃِ دَرَاھِمَ وَشَرَطْتُ عَلَیْہِ اَنْ لَّا یُعْطِیَنِیْ مَغْمُوْرًا وَلَا مَقْطُوْعًا وَکَانَ شَرْطُھُمْ یَوْمَئِذٍ فَاَتَیْتُہٗ بِھٰذِہِ الدَّرَاھِمِ لِیُبَدِّلَھَا لِیْ فَاَبٰی فَلَزِمْتُہٗ فَلَطَمَنِیْ فَقَالَ اَبْدِلْہُ فَقَالَ بَیِّنَتُکَ عَلَی اللَّطْمَۃِ فَاَتَاہُ بِالْبَیِّنَۃِ فَاَقْعَدَہٗ ثُمَّ قَالَ دُوْنَکَ فَاقْتَصَّ فَقَالَ اِنِّیْ قَدْ عَفَوْتُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ اِنَّمَا اَرَدْتُ اَنْ اَحْتَاطَہٗ فِیْ حَقِّکَ ثُمَّ ضَرَبَ الرَّجُلَ تِسْعَ دُرَّاتٍ وَقَالَ ھٰذَا حَقُّ السُّلْطَانِ۔) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ’’میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ ہمدان سے باہر مقیم تھے کہ اسی اثناء میں آپ نے دو گروہوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا اور آپ نے ان میں صلح کرادی لیکن ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ آپ کو کسی شخص کی آواز آئی کہ کوئی خدا کیلئے مدد کو آئے۔ پس آپ تیزی سے اس آواز کی طرف دوڑے حتی کہ آپ کے جوتوں کی آواز بھی آرہی تھی اور آپ کہتے چلے جاتے تھے کہ مدد آگئی۔ مدد آگئی۔ جب آپ اس جگہ کے قریب پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی دوسرے سے لپٹا ہوا ہے۔ جب اس نے آپ کو دیکھا تو عرض کیا کہ اے امیر المومنین! میں نے اس شخص کے پاس ایک کپڑا نو درہم کو بیچا تھا اور شرط یہ تھی کہ کوئی روپیہ‘‘ یعنی جو درہم ہے وہ ’’مشکوک یا کٹا ہوا نہ ہو اور اس نے (خریدنے والے نے) اس کو منظور کر لیا تھا لیکن آج جو میں اس کو بعض ناقص روپے دینے کیلئے آیا‘‘ (اس نے جب مجھے روپے دیے تو ان درہم میں سے بعض ناقص تھے۔ جب میں ان کو ناقص روپے دینے کیلئے آیا) ’’تو اس نے بدلانے سے انکار کر دیا۔ جب میں پیچھے پڑا تو اس نے مجھے تھپڑ مارا۔ آپ نے مشتری سے کہا کہ اس کو روپے بدل دے۔‘‘ جو خریدار تھا اس کو یہ کہا اس کو روپے بدل کے دو۔ رقم بدل کے دو ’’پھر دوسرے شخص سے کہا کہ تھپڑ مارنے کا ثبوت پیش کر۔ جب اس نے ثبوت دے دیا تو آپ نے مارنے والے کو بٹھا دیا اور اس سے کہا کہ اس سے بدلہ لے۔ اس نے کہا اے امیر المومنین! میں نے اس کو معاف کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا تُو نے تو اس کو معاف کر دیا مگر مَیں چاہتا ہوں کہ تیرے حق میں احتیاط سے کام لوں۔ معلوم ہوتا ہے وہ شخص سادہ تھا اور اپنے نفع نقصان کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ لکھ رہے ہیں۔ ’’اور پھر اس شخص کو‘‘ جس نے تھپڑ مارا تھا اس شخص کو ’’9 کوڑے مارے۔ اور فرمایا اس شخص نے تو تجھے معاف کر دیا تھا مگر یہ سزا حکومت کی طرف سے ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد 2، صفحہ 362-363)

پھر ایک اَور واقعہ حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’ایک عمدہ مثال حضرت علیؓ کے عمل سے ملتی ہے۔ آپ نے ایک دفعہ دیکھا کہ ایک شخص نے دوسرے کو پیٹا ہے۔ حضرت علیؓ نے اس کو روکا اور مضروب کو کہا کہ اب تم اس کو مارو۔ مگر مضروب نے کہا کہ میں اس کو معاف کرتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے سمجھ لیا کہ ڈر کے مارے اس نے اسے مارنے سے انکار کیا ہے کیونکہ وہ مارنے والا بڑا جابر شخص تھا۔ اس لئے آپ نے فرمایا تم نے اپنا ذاتی حق معاف کر دیا ہے مگر میں اب قومی حق کو استعمال کرتا ہوں اور اسے اسی قدر پٹوا دیا جس قدر کہ اس نے دوسرے کمزور شخص کو پیٹا تھا۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 331)

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ ان کا ایک مقدمہ ایک اسلامی مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوا تو مجسٹریٹ نے حضرت علیؓ کا کچھ لحاظ کیا۔ آپؓ نے فرمایا یہ پہلی بے انصافی ہے جو تم نے کی ہے‘‘ کہ میرا لحاظ کر رہے ہو ’’میں اور یہ اس وقت برابر ہیں۔‘‘ (خطبات محمود، جلد 16، صفحہ 516)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت علیؓ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’کیا آپ قوم کے سب سے فصیح و بلیغ واعظ اور ان لوگوں میں سے نہ تھے جو لفظوں میں جان ڈال دیتے ہیں؟ اپنی بلاغت اور حسن بیان کے زور سے اور سامعین کیلئے اپنی پُرکشش تاثیر سے لوگوں کو اپنے گرد جمع کر لینا آپ کیلئے محض ایک گھنٹے بلکہ اس سے بھی کم تر وقت کا کام تھا۔‘‘ (سرالخلافۃ، روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 350، سرالخلافہ اردو ترجمہ، صفحہ 89-90، شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میں تو یہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص مومن اور مسلمان نہیں بن سکتا جب تک ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سا رنگ پیدا نہ ہو۔ وہ دنیا سے محبت نہ کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی ہوئی تھیں۔‘‘ (لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 294)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فاسق قرار دیتے ہیں اور بہت سے امور خلافِ تقویٰ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں بلکہ حِلْیَہِ اِیْمَان سے بھی ان کو عاری سمجھتے ہیں۔‘‘ یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ ان میں تو ایمان ہی نہیں تھا۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان کے زیور سے عاری تھے۔ ’’تو اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ صدیق کیلئے تقویٰ اور امانت اور دیانت شرط ہے تو یہ تمام بزرگ اور اعلیٰ طبقہ کے انسان جو رسول اور نبی اور ولی ہیں کیوں خدا تعالیٰ نے ان کے حالات کو عوام کی نظر میں مشتبہ کر دیا۔‘‘ کیوں یہ لوگ جو تھے ان کو صحیح طرح سمجھ نہیں آئی کیوں ان کی جو حالت تھی، ان کا جو سارا اسوہ تھا مشتبہ تھا؟ ’’اور وہ اُن کے افعال اور اقوال کو سمجھنے سے اس قدر قاصر رہے کہ ان کو دائرہ تقویٰ اور امانت اور دیانت سے خارج سمجھا اور ایسا خیال کر لیا کہ گویا وہ لوگ ظلم کرنے والے اور مالِ حرام کھانے والے اور خون ناحق کرنے والے اور دروغ گو اور عہد شکن اور نفس پرست اور جرائم پیشہ تھے حالانکہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ نہ رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ نبی ہونے کا اور نہ اپنے تئیں ولی اور امام اور خلیفۃ المسلمین کہلاتے ہیں لیکن بایں ہمہ کوئی اعتراض ان کے چال چلن اور زندگی پر نہیں ہوتا تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسا کیا کہ تا اپنے خاص مقبولوں اور محبوبوں کو بدبخت شتاب کاروں سے جن کی عادت بدگمانی ہے مخفی رکھے جیسا کہ خود وجود اس کا اس قسم کی بدظنی کرنے والوں سے مخفی ہے۔‘‘ (تریاق القلوب، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 422 حاشیہ)

یعنی یہ کہنے والے خود بدبخت ہیں اور بدظنی کرنے والے ہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے خود اپنے آپ کو مخفی رکھا ہوا ہے اور لوگ اللہ تعالیٰ پر بدظنی کرتے ہیں اسی طرح اس کے جو مقرب ہیں ان پر بھی خود یہ بدبخت لوگ اعتراض میں جلدی کرنے والے ہیں یہی لوگ اصل میں ایسے ہیں جن میں تقویٰ نہیں ہے اور یہ متقیوں پر الزام لگاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ حضرت علیؓ متلاشیان (حق) کی امیدگاہ اور سخیوں کا بے مثال نمونہ اور بندگان (خدا) کیلئے حجۃ اللہ تھے۔ نیز اپنے زمانے کے لوگوں میں بہترین انسان اور ملکوں کو روشن کرنے کیلئے اللہ کے نور تھے لیکن آپ کی خلافت کا دور امن و امان کا زمانہ نہ تھا بلکہ فتنوں اور ظلم و تعدی کی تُند ہواؤں کا زمانہ تھا۔ عوام الناس آپ کی اور ابن ابی سفیان کی خلافت کے بارے میں اختلاف کرتے تھے اور ان دونوں کی طرف حیرت زدہ شخص کی طرح ٹکٹکی لگائے بیٹھے تھے اور بعض لوگ ان دونوں کو آسمان کے فرقد نامی دو ستاروں کی مانند تصور کرتے تھے اور دونوں کو درجہ میں ہم پلہ سمجھتے تھے لیکن سچ یہ ہے کہ حق (علی) مرتضیٰؓ کے ساتھ تھا اور جس نے آپ کے دور میں آپ سے جنگ کی تو اس نے بغاوت اور سرکشی کی لیکن آپ کی خلافت اس امن کی مصداق نہ تھی جس کی بشارت خدائے رحمٰن کی طرف سے دی گئی تھی بلکہ (حضرت علی) مرتضیٰؓ کو ان کے مخالفوں کی طرف سے اذیت دی گئی اور آپ کی خلافت مختلف قسم اور طرح طرح کے فتنوں کے نیچے پامال کی گئی۔ آپ پر اللہ کا بڑا فضل تھا لیکن زندگی بھر آپ غمزدہ اور دل فگار رہے اور پہلے خلفاء کی طرح دین کی اشاعت اور شیطانوں کو رجم کرنے پر قادر نہ ہو سکے بلکہ آپ کو قوم کی طعن زنی سے ہی فرصت نہ ملی اور آپ کو ہر ارادے اور خواہش سے محروم کیا گیا۔ وہ آپ کی مدد کیلئے جمع نہ ہوئے بلکہ آپ پر پیہم ظلم ڈھانے پر یکجا ہو گئے اور اذیت دینے سے باز نہ آئے بلکہ آپ کی مزاحمت کی اور ہر راستے میں بیٹھے اور آپ بہت صابر اور صالحین میں سے

ارشاد باری تعالیٰ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران: 32)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔

اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

طالب دُعا: نورالہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (التوبہ: 128)

یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کیلئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

طالبِ دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

تھے مگر یہ ممکن نہیں کہ ہم ان کی خلافت کو اس (آیت استخلاف والی) بشارت کا مصداق قرار دیں کیونکہ آپ کی خلافت فساد، بغاوت اور خسارے کے زمانے میں تھی۔‘‘ (سر الخلافۃ، روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 352-353، سر الخلافہ اردو ترجمہ، صفحہ 95-96، شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان، ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’یہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تھے۔‘‘ (مکتوباتِ احمد، جلد دوم، صفحہ 151، مکتوب نمبر 2، مکتوب بنام حضرت خان صاحب محمد علی خان صاحب مطبوعہ ربوہ)

پھر آپؑ حضرت علیؓ کے مقام و مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’آپ‘‘ یعنی حضرت علی ’’رضی اللہ عنہ تقویٰ شعار، پاک باطن اور ان لوگوں میں سے تھے جو خدائے رحمان کے ہاں سب سے زیادہ پیارے ہوتے ہیں اور آپ قوم کے برگزیدہ اور زمانے کے سرداروں میں سے تھے۔ آپ خدائے غالب کے شیر، خدائے مہربان کے جوانمرد، سخی، پاک دل تھے۔ آپ ایسے منفرد بہادر تھے جو میدان جنگ میں اپنی جگہ نہیں چھوڑتے خواہ ان کے مقابلے میں دشمنوں کی ایک فوج ہو۔ آپ نے ساری عمر تنگدستی میں بسر کی اور نوع انسانی کے مقامِ زہد کی انتہا تک پہنچے۔ آپ مال و دولت عطا کرنے، لوگوں کے ہم و غم دور کرنے اور یتیموں، مسکینوں اور ہمسایوں کی خبر گیری کرنے میں اول درجے کے مرد تھے۔ آپ نے جنگوں میں طرح طرح کے بہادری کے جوہر دکھائے تھے۔ تیر اور تلوار کی جنگ میں آپ سے حیرت انگیز واقعات ظاہر ہوتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نہایت شیریں بیان اور فصیح اللسان بھی تھے۔ آپ کا بیان دلوں کی گہرائی میں اتر جاتا اور اس سے ذہنوں کے زنگ صاف ہو جاتے اور برہان کے نور سے اس کا چہرہ دمک جاتا۔ آپ قسما قسم کے انداز بیان پر قادر تھے اور جو آپ سے ان میں مقابلہ کرتا تو اسے ایک مغلوب شخص کی طرح آپ سے معذرت کرنا پڑتی۔ آپ ہر خوبی میں اور بلاغت و فصاحت کے طریقوں میں کامل تھے اور جس نے آپ کے کمال کا انکار کیا تو اس نے بے حیائی کا طریق اختیار کیا اور آپ لاچاروں کی غمخواریوں کی جانب ترغیب دلاتے اور قناعت کرنے والوں اور خستہ حالوں کو کھانا کھلانے کا حکم دیتے۔ آپ اللہ کے مقرب بندوں میں سے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ فرقان (حمید) کے جام (معرفت) نوش کرنے میں سابقین میں سے تھے اور آپ کو قرآنی دقائق کے ادراک میں ایک عجیب فہم عطا کیا گیا تھا۔ میں نے عالمِ بیداری میں انہیں دیکھا ہے نہ کہ نیند میں۔ پھر (اسی حالت میں) آپ نے خدائے علام (الغیوب) کی کتاب کی تفسیر مجھے عطا کی اور فرمایا یہ میری تفسیر ہے اور یہ اب آپ کو دی جاتی ہے۔ پس آپ کو اس عطا پر مبارک ہو‘‘ یعنی حضرت علیؓ نے یہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی اور فرمایا آپ کو اس عطا پر مبارک ہو۔ ’’جس پر میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔‘‘ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جس پر میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا ’’اور وہ تفسیر لے لی اور میں نے صاحبِ قدرت عطا کرنے والے اللہ کا شکر ادا کیا اور میں نے آپ کو خَلق میں متناسب اور خُلق میں پختہ اور متواضع منکسر المزاج تاباں اور منور پایا اور میں یہ حلفاً کہتا ہوں کہ آپ مجھ سے بڑی محبت و الفت سے ملے اور میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آپ مجھے اور میرے عقیدے کو جانتے ہیں اور میں اپنے مسلک اور مشرب میں شیعوں سے جو اختلاف رکھتا ہوں وہ اسے بھی جانتے ہیں لیکن آپ نے کسی بھی قسم کی ناپسندیدگی یا ناگواری کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہی (مجھ سے) پہلوتہی کی بلکہ وہ مجھے ملے اور مخلص محبین کی طرح مجھ سے محبت کی اور انہوں نے سچے صاف دل رکھنے والے لوگوں کی طرح محبت کا اظہار فرمایا اور آپ کے ساتھ‘‘ یعنی حضرت علیؓ کے ساتھ ’’حسین بلکہ حسنؓ اور حسینؓ دونوں اور سید الرسل خاتم النبیینؐ بھی تھے اور ان کے ساتھ ایک نہایت خوبرو، صالحہ جلیلۃ القدر، بابرکت، پاکباز، لائق تعظیم، باوقار، ظاہر و باہر نور مجسم جوان خاتون بھی تھیں جنہیں میں نے غم سے بھرا ہوا پایا لیکن وہ اسے چھپائے ہوئے تھیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ آپ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ ہیں۔ آپ میرے پاس تشریف لائیں اور مَیں لیٹا ہوا تھا۔ پس آپ بیٹھ گئیں اور آپ نے میرا سر اپنی ران پر رکھ لیا اور شفقت کا اظہار فرمایا اور مَیں نے دیکھا کہ وہ میرے کسی غم کی وجہ سے غمزدہ اور رنجیدہ ہیں اور بچوں کی تکالیف کے وقت ماؤں کی طرح شفقت و محبت اور بے چینی کا اظہار فرما رہی ہیں۔‘‘ (اس بات پہ بھی بعض غیر از جماعت لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ یہ دیکھو جی۔ کیسی غلط بات کی ہے کہ ران پر سر رکھ لیا حالانکہ آپ نے یہ ماؤں کی مثال دی ہے اور اس سے پہلے جو باتیں کی ہیں اور وہ ساری جو صفات بیان کی ہیں اس کو اگر غور سے پڑھیں اور پھر یہ فقرہ دیکھیں کہ ماؤں کی طرح شفقت و محبت کی تو سارے اعتراض دور ہو جاتے ہیں لیکن گندی ذہنیت ہے اس لیے ان لوگوں میں اعتراض پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بہرحال پھر آپ یعنی مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں) ’’پھر مجھے بتایا گیا کہ دین کے تعلق میں ان کے نزدیک میری حیثیت بمنزلہ بیٹے کے ہے اور میرے دل میں خیال آیا کہ ان کا غمگین ہونا‘‘ یعنی حضرت فاطمہؓ کا غمگین ہونا ’’اس امر پر کنایہ ہے جو مَیں قوم، اہلِ وطن اور دشمنوں سے ظلم دیکھوں گا۔ پھر حسن اور حسین دونوں میرے پاس آئے اور بھائیوں کی طرح مجھ سے محبت کا اظہار کرنے لگے اور ہمدردوں کی طرح مجھے ملے اور یہ کشف بیداری کے کشفوں میں سے تھا اور اس پر کئی سال گزر چکے ہیں اور مجھے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے ساتھ ایک لطیف مناسبت ہے اور اس مناسبت کی حقیقت کو مشرق و مغرب کے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا اور مَیں حضرت علیؓ اور آپ کے دونوں بیٹوں سے محبت کرتا ہوں اور جو اُن سے عداوت رکھے اس سے مَیں عداوت رکھتا ہوں اور بایں ہمہ مَیں جور و جفا کرنے والوں میں سے نہیں اور یہ میرے لئے ممکن نہیں کہ مَیں اس سے اعراض کروں جو اللہ نے مجھ پر منکشف فرمایا اور نہ ہی میں حد سے تجاوز کرنے والوں میں سے ہوں۔ اگر تم قبول نہ کرو تو میرا عمل میرے لئے اور تمہارا عمل تمہارے لئے ہے اور اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان ضرور فیصلہ فرمائے گا اور وہ فیصلہ کرنے والوں میں سے سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔‘‘ (سر الخلافۃ، روحانی خزائن، جلد 8، صفحہ 358-359، سر الخلافہ اردو ترجمہ، صفحہ 108 تا 112، شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان، ربوہ)

یہاں اب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ختم ہوتا ہے ان شاء اللہ آئندہ آگے شروع ہوگا۔

اس وقت میں یہ بھی ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ نمازوں کے بعد مَیں ایک نیا ٹی وی چینل لانچ کروں گا جو ایم ٹی اے گھانا کے نام سے چوبیس گھنٹے براڈ کاسٹ (broadcast) ہوگا۔ گھانا میں وہاب آدم سٹوڈیو 2017ء میں قائم ہوا تھا اور عبدالوہاب آدم صاحب مرحوم امیر مشنری انچارج گھانا تھے ان کے نام پر اس کا نام رکھا گیا تھا۔ بہرحال ایم ٹی اے افریقہ چینلز کے موجودہ پروگراموں کا ساٹھ فیصد حصہ اس سٹوڈیو میں تیار ہوتا ہے۔ سٹوڈیو میں سترہ فل ٹائم (full time) کارکنان ہیں اور ساٹھ سے زیادہ رضا کار بھی ہیں جو مختلف محکموں میں تربیت یافتہ ہیں۔ وہاب آدم سٹوڈیو گھانا کے جدید ترین سٹوڈیوز میں سے ایک ہے اور اس میں کئی بہترین سہولیات مہیا ہیں۔ مختلف میڈیا تنظیمیں اور براڈ کاسٹر تربیتی مقاصد اور کام کے تجربہ کیلئے اپنے عملے کو اس سٹوڈیو میں بھیجتے ہیں۔ سٹوڈیو نے بہت سے براہ راست پروگرام نشر کیے ہیں جن میں افریقہ کا پہلا قرآن کریم کی تلاوت کا مقابلہ اور رمضان المبارک کی نشریات شامل ہیں۔ ایم ٹی اے گھانا کے نام سے اب ایک نیا چینل لانچ کیا جا رہا ہے۔ یہ گھانا میں ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر چوبیس گھنٹے نشر ہونے والا نیا ملکی ٹی وی چینل ہوگا۔ ایم ٹی اے گھانا سیٹلائٹ ڈش کی ضرورت کے بغیر ایک عام ایریل (aerial) کے ذریعہ دیکھا جا سکے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گھانا کے لوگ عام انٹینا پر بھی بآسانی اس چینل تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ چینل اسی جگہ، اسی لوکیشن پر دستیاب ہوگا جہاں گھانا کے بڑے بڑے چینل موجود ہیں اور اس طرح ملک کے طول و عرض میں لاکھوں گھروں تک اس کی رسائی ہوگی اور تمام علاقے ساؤتھ سے لے کر نارتھ تک یہ کور (cover) کرے گا۔ ان شاء اللہ۔ گھانا کی مختلف زبانوں میں بھی وہاب آدم سٹوڈیو سے پروگرام تیار کیے جائیں گے جن میں انگریزی، چوئی (Twi)، گا (GA)، ہاؤسا اور دوسری زبانیں شامل ہیں۔ چینل کی ٹرانسمیشن اور شیڈیولنگ کا کام وہاں لجنہ کی رضا کار اور دیگر ٹیمیں کریں گی۔ اخلاقی اور تعلیمی اور تربیتی پروگرام بنائے جائیں گے۔ اس حوالے سے اسلام کی صحیح اور خوبصورت تعلیم سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس چینل کے ذریعہ سے ایم ٹی اے گھانا ملک میں ڈیجیٹل پلیٹ فارم پر اسلامی تعلیمات کے لیے مکمل طور پر وقف واحد چینل ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ایک جگہ ہمارے مخالفین راستہ بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ دوسری جگہ اَور کئی راستے کھول دیتا ہے۔ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے جماعت پر فضل۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جو بند راستے ہیں وہ بھی اپنے وقت پہ کھلیں گے۔ ان شاء اللہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں ساتھ ہی ساتھ خوشی کے سامان بھی پہنچا دیتا ہے۔ تو یہ چینل ان شاء اللہ تعالیٰ اس ملک کو کور کرے گا بلکہ ہمسایوں کے کچھ علاقوں کو بھی شاید کور کرے۔ ان شاء اللہ جیسا کہ میں نے کہا جمعہ کے بعد، نمازوں کے بعد مَیں اس کا افتتاح کروں گا۔

دوسری بات جیسا کہ میں آج کل توجہ دلا رہا ہوں۔ پاکستان اور الجزائر کے اسیران کے لیے خاص طور پر دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ پاکستان کے عمومی حالات کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو وہاں سکون کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مخالفین احمدیت کو عقل اور سمجھ دے۔ اگر نہیں ہے تو پھر جو بھی اللہ تعالیٰ نے ان سے سلوک کرنا ہے وہ کرے اور جلد ہم ان سے نجات پانے والے بنیں۔ اور ہم کو، خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کو خود بھی آج کل نوافل اور دعاؤں اور صدقات پر زور دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مجلس میں حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا گیا تو ایک فارسی الاصل شخص یا اشخاص اس ایمان کو دوبارہ دنیا میں قائم کریں گے۔

(بخاری، کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلاپالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد، احمد اور ماحی ہوں (یعنی مٹانے والا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں میری پیروی میں لوگوں کا حشر ہوگا اور میں آخر میں آنے والا ہوں میرے بعد کوئی (مستقل) نبی نہیں ہوگا۔ (بخاری، تاب المناقب)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

نبیوں کا سردار ؐ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بادشاہوں کے نام خطوط

مدینہ تشریف لے آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ کیا کہ آپ اپنی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں جب آپ نے اپنے اِس ارادہ کا صحابہؓ سے ذکر کیا تو بعض صحابہ نے جو بادشاہی درباروں سے واقف تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللہ! بادشاہ بغیر مہر کے خط نہیں لیتے۔ اِس پر آپ نے ایک مہر بنوائی جس پر ’’محمد رسول اللہ‘‘ کے الفاظ کھدوائے اور اللہ تعالیٰ کے ادب کے طور پر آپ نے سب سے اوپر ’’اللہ‘‘ کا لفظ لکھوا دیا۔ نیچے ’’رسول‘‘ کا اور پھر نیچے ’’محمدؐ‘‘ کا۔

محرم 628ء میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خط لے کر مختلف صحابہ مختلف ممالک کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان میں سے ایک خط قیصر روما کے نام تھا اور ایک خط ایران کے بادشاہ کی طرف تھا۔ ایک خط مصر کے بادشاہ کی طرف تھا جو قیصر کے ماتحت تھا۔ ایک نجاشی کی طرف تھا جو حبشہ کا بادشاہ تھا۔ اِسی طرح بعض اور بادشاہوں کی طرف آپ نے خطوط لکھے۔

قیصر روم ہرقل کے نام خط

قیصر روما کا خط دحیہ کلبیؓ صحابی کے ہاتھ بھیجا گیا اور آپ نے اُسے ہدایت کی تھی کہ پہلے وہ بصرہ کے گورنر کے پاس جائے جو نسلاً عرب تھا اور اس کی معرفت قیصر کو خط پہنچائے۔ جب دحیہ کلبیؓ گورنر بصرہ کے پاس خط لے کر پہنچے تو اتفاقاً اُنہی دنوں قیصر شام کے دورہ پر آیا ہوا تھا۔ چنانچہ گورنر بصرہ نے دحیہؓ کو اسکے پاس بھجوا دیا۔ جب دحیہؓ، گورنر بصرہ کی معرفت قیصر کے پاس پہنچے تو دربار کے افسروں نے اُن سے کہا کہ قیصر کی خدمت میں حاضر ہونے والے ہر شخص کیلئے ضروری ہے کہ وہ قیصر کو سجدہ کرے۔ دحیہؓ نے انکار کیا اور کہا کہ ہم مسلمان کسی انسان کو سجدہ نہیں کرتے چنانچہ بغیر سجدہ کرنے کے آپ اُس کے سامنے گئے اور خط پیش کیا۔ بادشاہ نے ترجمان سے خط پڑھوایا اور پھر حکم دیا کہ کوئی عرب کا قافلہ آیا ہو تو اُن لوگوں کو پیش کرو تا کہ میں اس شخص کے حالات اُن سے دریافت کروں۔ اتفاقاً ابوسفیان ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ اُس وقت وہاں آیا ہوا تھا۔ دربار کے افسر ابوسفیان کو بادشاہ کی خدمت میں لے گئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ابوسفیان کو سب سے آگے کھڑا کیا جائے اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے کھڑا کیا جائے اور ہدایت کی کہ اگر ابوسفیان کسی بات میں جھوٹ بولے تو اس کے ساتھی اس کی فوراً تردید کریں۔ پھر اس نے ابوسفیان سے سوال کیا کہ:

سوال: یہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور جس کا خط میرے پاس آیا ہے کیا تم اس کو جانتے ہو اس کا خاندان کیسا ہے؟

جواب: ابوسفیان نے کہا۔ وہ اچھے خاندان کا ہے اور میرے رشتہ داروں میں سے ہے۔

سوال: پھر اُس نے پوچھا کیا ایسا دعویٰ عرب میں پہلے بھی کسی شخص نے کیا ہے؟

جواب: تو ابوسفیان نے جواب دیا نہیں۔

سوال: پھر اُس نے پوچھا کیا تم دعویٰ سے پہلے اُس پر جھوٹ کا الزام لگایا کرتے تھے؟

جواب: ابوسفیان نے کہا۔ نہیں۔

سوال: پھر اس نے پوچھا۔ کیا اس کے باپ دادوں میں سے کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے؟

جواب: ابوسفیان نے کہا۔ نہیں۔

سوال: پھر بادشاہ نے پوچھا۔ اس کی عقل اور اس کی رائے کیسی ہوتی ہے؟

جواب: ابوسفیان نے جواب دیا۔ ہم نے اس کی عقل اور رائے میں کبھی کوئی عیب نہیں دیکھا۔

سوال: پھر قیصر نے پوچھا۔ کیا بڑے بڑے جابر اور قوت والے لوگ اس کی جماعت میں داخل ہوتے ہیں یا غریب اور مسکین لوگ؟

جواب: ابوسفیان نے جواب دیا۔ غریب اور مسکین اور نوجوان لوگ۔

سوال: پھر اس نے پوچھا۔ وہ بڑھتے ہیں یا گھٹتے ہیں؟

جواب: ابوسفیان نے جواب دیا۔ بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

سوال: پھر قیصر نے پوچھا۔ کیا اُن میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو اُس کے دین کو بُرا سمجھ کے مرتد ہوئے ہیں۔

جواب: ابوسفیان نے کہا۔ نہیں۔

سوال: پھر اس نے پوچھا۔ کیا اس نے کبھی اپنے عہد کو بھی توڑا ہے؟

جواب: ابوسفیان نے جواب دیا۔ آج تک تو نہیں۔ مگر اب ہم نے ایک نیا عہد باندھا ہے دیکھیں اب وہ اس کے متعلق کیا کرتا ہے۔

سوال: پھر اس نے پوچھا۔ کیا تمہارے اور اس کے درمیان کبھی جنگ بھی ہوئی ہے؟

جواب: ابوسفیان نے جواب دیا۔ ہاں۔

سوال: اِس پر بادشاہ نے پوچھا۔ پھر اُن لڑائیوں کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟

جواب: ابوسفیان نے جواب دیا۔ گھاٹ کے ڈولوں والا حال ہے۔ کبھی ہمارے ہاتھ میں ڈول ہوتا ہے کبھی اس کے ہاتھ ڈول ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ بدر کی لڑائی ہوئی اور مَیں اس میں شامل نہیں تھا اس لئے وہ غالب آ گیا تھا اور دوسری دفعہ اُحد میں لڑائی ہوئی اُس وقت میں کمانڈر تھا۔ ہم نے ان کے پیٹ کاٹے اور اُن کے کان کاٹے، ان کے ناک کاٹے۔

سوال: پھر قیصر نے پوچھا۔ وہ تمہیں کیا حکم دیتا ہے؟

جواب: ابوسفیان نے کہا وہ کہتا ہے کہ ایک خدا کی پرستش کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور ہمارے باپ دادا جن بتوں کی پوجا کرتے تھے وہ ان کی پوجا سے روکتا ہے اور ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم خدا کی عبادتیں کریں اور سچ بولا کریں اور بُرے اور گندے کاموں سے بچا کریں اور ہمیں کہتا ہے کہ مروت اور وفائے عہد سے کام لیا کریں اور امانتوں کو ادا کیا کریں۔

قیصر روم کا نتیجہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صادق نبی ہیں

اِس پر قیصر نے کہا۔ سنو میں نے تم سے یہ سوال کیا تھا کہ اس کا نسب کیسا ہے تو تم نے کہا وہ خاندانی لحاظ سے اچھا ہے اور انبیاء ہمیشہ ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کیا اس سے پہلے کسی شخص نے ایسا دعویٰ کیا ہے تو تم نے کہا نہیں۔ یہ سوال میں نے اس لئے کیا تھا کہ اگر قریب زمانہ میں اس سے پہلے کسی شخص نے ایسا دعویٰ کیا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ بھی اُس کی نقل کر رہا ہے۔ اور پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کیا اس دعویٰ سے پہلے اس پر جھوٹ کا بھی الزام لگایا گیا ہے اور تم نے کہا نہیں تو میں نے سمجھ لیا کہ جو شخص انسانوں کے متعلق جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا تعالیٰ کے متعلق بھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کیا اس کے باپ دادوں میں سے کوئی بادشاہ بھی تھا۔ تو تم نے کہا نہیں۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ اس کے دعویٰ کی یہ وجہ نہیں کہ اس بہانہ سے اپنے باپ دادا کا ملک واپس لینا چاہتا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کیا جابر اور زبردست لوگ اس کی جماعت میں داخل ہوتے ہیں یا کمزور اور مسکین طبع لوگ۔ تو تم نے جواب دیا کہ کمزور اور مسکین طبع لوگ۔ تو میں نے سوچا کہ تمام انبیاء کی جماعت میں اکثر مسکین طبع اور غریب ہی داخل ہوا کرتے ہیں نہ کہ جابر اور متکبر لوگ۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کیا وہ بڑھتے ہیں یا گھٹتے ہیں۔ تو تم نے کہا وہ بڑھتے ہیں اور یہی حالت نبیوں کی جماعت کی ہوا کرتی ہے جب تک وہ کمال کو نہیں پہنچ جاتی اُس وقت تک وہ بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص اُس کے دین کو ناپسند کر کے مرتد بھی ہوتا ہے تو تم نے کہا نہیں اور ایسا ہی انبیاء کی جماعت کا حال ہوتا ہے کسی اور وجہ سے کوئی شخص نکلے تو نکلے دین کو بُرا سمجھ کر نہیں نکلتا۔ پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تمہارے درمیان کبھی لڑائی بھی ہوئی ہے اور اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ تو تم نے کہا لڑائی ہمارے درمیان گھاٹ کے ڈول کی طرح ہے اور نبیوں کا یہی حال ہے۔ شروع شروع میں اُن کی جماعتوں پر مصیبتیں آتی ہیں لیکن آخر وہی جیتتے ہیں۔ پھر میں نے تجھ سے پوچھا۔ وہ تمہیں کیا تعلیم دیتا ہے۔ تو تم نے جواب دیا کہ وہ نماز کی اور سچائی کی اور پاکدامنی کی اور وفائے عہد کی اور امانت دار ہونے کی تعلیم دیتا ہے اور اسی طرح میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا وہ دھوکا بازی بھی کرتا ہے؟ تو تم نے کہا نہیں اور یہ طور وطریق تو ہمیشہ نیک لوگوں کے ہی ہوا کرتے ہیں۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ وہ نبوت کے دعویٰ میں سچا ہے اور میرا خود یہ خیال تھا کہ اِس زمانہ میں ’’وہ نبی‘‘ آنے والا ہے، مگر میرا یہ خیال نہیں تھا کہ وہ عربوں میں پیدا ہونے والا ہے اور جو جواب تو نے مجھے دیئے ہیں اگر وہ سچے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ وہ ان ممالک پر ضرور قابض ہو جائے گا۔ اس کی اِن باتوں پر اس کے درباریوں میں جوش پیدا ہو گیا اور اُنہوں نے کہا آپ مسیحی ہوتے ہوئے ایک غیر قوم کے آدمی کی صداقت کا اقرار کر رہے ہیں اور دربار میں احتجاج کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ اِس پر دربار کے افسروں نے جلدی سے ابوسفیان اور اُس کے ساتھیوں کو دربار سے باہر نکال دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خط بنام ہرقل کا مضمون

یہ خط جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیصر کے نام لکھا تھا اسکی عبارت یہ تھی:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ مِنۡ مُّحَمَّدٍ عَبۡدِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ اِلٰی ھِرَقۡلَ عَظِیۡمِ الرُّوۡمِ۔ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡھُدٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ فَاِنِّیۡ اَدۡعُوۡكَ بِدِعَایَةِ الۡاِسۡلَامِ اَسۡلِمۡ تَسۡلَمۡ یُؤۡتِكَ اللّٰہُ اَجۡرَكَ مَرَّتَیۡنِ فَاِنۡ تَوَلَّیۡتَ فَاِنَّ عَلَیۡكَ اِثۡمَ الۡاَرِیۡسِیِّیۡنَ وَ یٰۤاَھۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشۡرِكَ بِہٖ شَیۡـًٔا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡھَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ

یعنی یہ خط محمد اللہ کے بندے اور اُس کے رسول کی طرف سے رُوم کے بادشاہ ہرقل کی طرف لکھا جاتا ہے۔ جو شخص بھی خدا کی ہدایت کے پیچھے چلے اُس پر خدا کی سلامتیاں نازل ہوں۔ اسکے بعد اے بادشاہ! میں تجھے اسلام کی دعوت پیش کرتا ہوں (یعنی خدائے واحد اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی) اے بادشاہ! تو مسلمان ہو جا۔ تو خدا تجھے تمام فتنوں سے بچا لے گا۔ اور تجھے دُہرا اجر دے گا۔ (یعنی عیسیٰؑ پر ایمان لانے کا بھی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا بھی) لیکن اگر تو نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا تو صرف تیری ہی جان کا گناہ تجھ پر نہیں ہوگا بلکہ تیری رعایا کے ایمان نہ لانے کا گناہ بھی تجھ پر ہوگا۔ (آخر میں قرآن شریف کی آیت درج تھی جس کے معنی یہ ہیں کہ) اے اہل کتاب! آؤ اس بات پر تو اکٹھے ہو جائیں جو تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے یعنی ہم خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اُس کا شریک نہ بنائیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہم کسی بندے کو بھی اتنی عزت نہ دیں کہ وہ خدائی صفات سے متصف کیا جانے لگے۔ اگر اہل کتاب اِس دعوتِ اتحاد کو قبول نہ کریں تو اے محمد رسول اللہ اور ان کے ساتھیو! ان سے کہہ دو کہ ہم تو خدا تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔

بعض تاریخوں میں لکھا ہے کہ جب یہ خط بادشاہ کے سامنے پیش ہوا تو درباریوں میں سے بعض نے کہا کہ اس خط کو پھاڑ کر پھینک دینا چاہئے کیونکہ اس میں بادشاہ کی ہتک کی گئی ہے اور خط کے اوپر بادشاہ روم نہیں لکھا گیا بلکہ صاحب الروم یعنی روم کا والی لکھا ہے مگر بادشاہ نے کہا یہ عقل کے خلاف ہے کہ خط پڑھنے سے پہلے پھاڑ دیا جائے اور یہ جو اُس نے مجھے روم کا والی لکھا ہے یہ درست ہے آخر مالک تو خدا ہی ہے میں والی ہی ہوں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا روم کے بادشاہ نے جو طریق اختیار کیا ہے اسکی وجہ سے اسکی حکومت بچالی جائے گی اور اس کی اولاد دیر تک حکومت کرتی رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بعد کی جنگوں میں گو بہت سا ملک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسری پیشگوئی کے ماتحت روم کے بادشاہ کے ہاتھ سے چھینا گیا مگر اس واقعہ کے چھ سَو سال بعد تک اس کے خاندان کی حکومت قسطنطنیہ میں قائم رہی۔ روم کی حکومت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط بہت دیر تک محفوظ رہا۔ چنانچہ بادشاہ منصور قلادون کے بعض سفیر ایک دفعہ بادشاہِ روم کے پاس گئے تو بادشاہ نے ان کو دکھانے کیلئے ایک صندوقچہ منگوایا اور کہا کہ میرے ایک دادا کے نام تمہارے رسول کا ایک خط آیا تھا جو آج تک ہمارے پاس محفوظ ہے۔ (باقی آئندہ)

(نبیوں کا سردارؐ صفحہ 172 تا 180، مطبوعہ قادیان 2014ء)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(172) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ یہ ذکر تھا کہ یہ جو چہلم کی رسم ہے یعنی مردے کے مرنے سے چالیسویں دن کھانا کھلا کر تقسیم کرتے ہیں غیر مقلد اس کے بہت مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کھانا کھلانا ہو تو کسی اور دن کھلا دیا جائے۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ چالیسویں دن غربا میں کھانا تقسیم کرنے میں یہ حکمت ہے کہ یہ مردے کی روح کے رخصت ہونے کا دن ہے۔ پس جس طرح لڑکی کو رخصت کرتے ہوئے کچھ دیا جاتا ہے اسی طرح مردے کی روح کی رخصت پر بھی غرباء میں کھانا دیا جاتا ہے تا اسے اس کا ثواب پہنچے۔ گویا روح کا تعلق اس دنیا سے پورے طور پر چالیس دن میں قطع ہوتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ صرف حضرت صاحب نے اس رسم کی حکمت بیان کی تھی ورنہ آپ خود ایسی رسوم کے پابند نہ تھے۔

(173) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جس سال پہلا جلسہ سالانہ ہوا تھا اس میں حضرت صاحب نے جو تقریر فرمائی تھی۔ اس سے پہلے حضرت صاحب نے میرے متعلق بھی یہ فرمایا تھا کہ میاں عبداللہ سنوری ہمارے اس وقت کے دوست ہیں جبکہ ہم گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے اور یہ ذکر میں نے اس لئے کیا ہے کہ تا آپ لوگ ان سے واقف ہو جاویں۔ پھر اسکے بعد تقریر شروع فرمائی۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ پہلا جلسہ سالانہ 1891ء میں ہوا تھا)

(174) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے۔

خدا داری چہ غم داری

(175) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں فخر الدین صاحب ملتانی نے کہ جب میں 1910ء میں نور پور ضلع کانگڑہ میں تھا تو ضلع کانگڑہ کے کورٹ انسپکٹر آف پولیس نے بعض دوسرے لوگوں کے ساتھ میری بھی دعوت کی۔ کورٹ انسپکٹر صاحب غیر احمدی تھے مگر شریف اور متین آدمی تھے اور نماز کے پابند تھے۔ انہوں نے دوران گفتگو میں بیان کیا کہ جب آتھم کی پندرہ ماہی میعاد کا آخری دن تھا تو اس وقت ان کی کوٹھی کے پہرہ کا انتظام میرے سپرد تھا۔ کوٹھی کے اندر آتھم کے دوست پادری وغیرہ تھے اور باہر پولیس کا چاروں طرف پہرہ تھا۔ اس وقت آتھم کی حالت سخت گھبراہٹ کی تھی اور بالکل مخبوط الحواسی کی سی صورت ہو رہی تھی۔ باہر دور سے اتفاقاً کسی بندوق کے چلنے کی آواز آئی تو آتھم صاحب کی حالت دگرگوں ہوگئی۔ آخر جب ان کا کرب اور گھبراہٹ انتہا کو پہنچ گئے تو ان کے دوستوں نے ان کو بہت سی شراب پلا کر بے ہوش کر دیا۔ آخری رات آتھم نے اسی حالت میں گذاری۔ صبح ہوئی تو ان کے دوستوں نے ان کے گلے میں ہار پہنا کر اور ان کو گاڑی میں بٹھا کر خوشی کا جلوس پھرایا اور اس دن لوگوں میں شور تھا کہ مرزے کی پیشگوئی جھوٹی گئی۔ مگر کورٹ انسپکٹر صاحب بیان کرتے تھے کہ ہم سمجھتے تھے کہ جو حالت ہم نے آتھم صاحب کی دیکھی ہے اس سے تو وہ مرجاتے تو اچھا تھا۔

اور خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے ماسٹر قادر بخش صاحب لدھیانوی نے بیان کیا کہ آتھم کی پندرہ ماہی میعاد کے دنوں میں لدھیانہ میں لوئیس صاحب ڈسٹرکٹ جج تھا۔ آتھم چونکہ لوئیس صاحب کا داماد تھا اس لئے لدھیانہ میں لوئیس صاحب کی کوٹھی پر آ کر ٹھہرا کرتا تھا۔ ایک دفعہ دوران میعاد میں آتھم لدھیانہ میں آیا۔ ان دنوں میں میرا ایک غریب غیر احمدی رشتہ دار لوئیس صاحب کے پاس نوکر تھا اور آتھم کے کمرے کا پنکھا کھینچا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ تم آتھم کا پنکھا کھینچا کرتے ہو۔ کبھی اسکے ساتھ کوئی بات بھی کی ہے۔ اس نے کہا صاحب (یعنی آتھم) رات کو روتا رہتا ہے۔ چنانچہ اس پر میں نے ایک دفعہ صاحب سے پوچھا تھا کہ آپ روتے کیوں رہتے ہیں تو صاحب نے کہا تھا کہ مجھے تلواروں والے نظر آتے ہیں۔ میں نے کہا تو پھر آپ ان کو پکڑوا کیوں نہیں دیتے۔ صاحب نے کہا وہ صرف مجھے ہی نظر آتے ہیں اور کسی کو نظر نہیں آتے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ آتھم والی پیشگوئی کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف میں اکثر جگہ آچکا ہے۔ دراصل جس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے مباحثہ کے اختتام پر آتھم کے متعلق پندرہ ماہ کے اندر ہاویہ میں گرائے جانے کی پیشگوئی کا اظہار کیا تھا۔ اس وقت سے ہی آتھم کے اوسان خطا ہونے شروع ہو گئے تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے تو آتھم نے اسی مجلس میں جبکہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ آتھم نے اپنی کتاب میں آنحضرت ﷺ کو نعوذ باللہ دجال کہا ہے، اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کر اور ایک خوف زدہ انسان کی طرح زبان باہر نکال کر کہا کہ نہیں میں نے تو نہیں کہا۔ حالانکہ وہ اپنی کتاب اندرونہ بائیبل میں دجّال کہہ چکا تھا۔ اس وقت مجلس میں قریباً ستر آدمی مختلف مذاہب کے پیرو موجود تھے۔ اسکے بعد میعاد کے اندر آتھم نے جس طرح اپنے دلی خوف اور گھبراہٹ اور بے چینی کا اظہار کیا اسکی کیفیت حضرت مسیح موعودؑ کی تصانیف میں مختصراً آچکی ہے۔ اسکا اپنا بیان ہے کہ کبھی اس کو سانپ نظر آتے جو اس کو ڈسنے کو بھاگتے۔ کبھی اس پر کتے حملہ کرتے۔ کبھی ننگی تلواروں والے اس کو آ آ کر ڈراتے اور وہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھاگتا پھرتا تھا اور عموماً پولیس کا خاص پہرہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اور اسلام کے خلاف اس نے اپنی تحریر و تقریر کو روک دیا تھا۔ حتّٰی کہ جب میعاد ختم ہونے کے قریب آئی تو اس کا خوف اس قدر ترقی کر گیا کہ پادریوں کو اسے سخت شراب پلا پلا کر بدمست کرنا پڑا۔ کیا یہ باتیں اس بات کی علامت نہیں کہ خدائی پیشگوئی کا خوف اسکے دل پر غالب ہوگیا تھا۔ اور وہ اپنے آپ کو اس عذاب سے بچانا چاہتا تھا۔ پس خدا نے پیشگوئی کی شرط کے مطابق اسے عذاب موت سے بچا لیا اور ہمارے مخالف مولویوں کا یہ کہنا کہ آتھم کا ڈر پیشگوئی کے خوف کی وجہ سے نہ تھا، بلکہ اس لئے تھا کہ کہیں احمدی اسے قتل نہ کر دیں اور اسی وجہ سے وہ اپنی جان کی حفاظت کرتا تھا، ایک نہایت ابلہانہ خیال ہے۔

(176) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا امرتسر میں آتھم کے ساتھ مباحثہ ہوا تو دوران مباحثہ میں ایک دن عیسائیوں نے خفیہ طور پر ایک اندھا اور ایک بہرہ اور ایک لنگڑا مباحثہ کی جگہ میں لا کر ایک طرف بٹھا دیئے اور پھر اپنی تقریر میں حضرت صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیجئے یہ اندھے اور بہرے اور لنگڑے آدمی موجود ہیں مسیح کی طرح ان کو ہاتھ لگا کر اچھا کر دیجئے۔ میر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہم سب حیران تھے کہ دیکھئے اب حضرت صاحب اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر جب حضرت صاحب نے اپنا جواب لکھوانا شروع کیا تو فرمایا کہ میں تو اس بات کو نہیں مانتا کہ مسیح اس طرح ہاتھ لگا کر اندھوں اور بہروں اور لنگڑوں کو اچھا کر دیتا تھا۔ اس لئے مجھ پر یہ مطالبہ کوئی حجت نہیں ہوسکتا۔ ہاں البتہ آپ لوگ مسیح کے معجزے اس رنگ میں تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کا یہ بھی ایمان ہے کہ جس شخص میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان ہو وہ وہی کچھ دکھا سکتا ہے جو مسیح دکھاتا تھا۔ پس میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اندھوں اور بہروں اور لنگڑوں کی تلاش سے بچا لیا۔ اب آپ ہی کا تحفہ آپکے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ یہ اندھے بہرے لنگڑے حاضر ہیں اگر آپ میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان ہے تو مسیح کی سنت پر آپ ان کو اچھا کر دیں۔ میر صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب نے جب یہ فرمایا تو پادریوں کی ہوائیاں اُڑ گئیں اور انہوں نے جھٹ اشارہ کر کے ان لوگوں ...... کو وہاں سے رخصت کروا دیا۔ میر صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ نظارہ بھی نہایت عجیب تھا کہ پہلے تو عیسائیوں نے اتنے شوق سے ان لوگوں کو پیش کیا اور پھر ان کو خود ہی ادھر اُدھر چھپانے لگ گئے۔

(177) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے خلیفہ نور الدین صاحب جمونی نے کہ آتھم کے مباحثہ میں مَیں بھی لکھنے والوں میں سے تھا۔ آخری دن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آتھم کی پیشگوئی کا اعلان فرمایا تو آتھم نے خوفزدہ ہو کر کانوں کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور دانتوں میں انگلی لی اور کہا کہ میں نے تو دجال نہیں کہا۔

(178) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے کہ ایک دفعہ میاں (یعنی خلیفۃ المسیح ثانی) دالان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت صاحب نے جمعہ کی نماز کیلئے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھا اور فرمایا میاں گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے۔ جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض باتیں چھوٹی ہوتی ہیں مگر ان سے کہنے والے کے اخلاق پر بڑی روشنی پڑتی ہے۔

(183) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے کہ جب میں پہلے پہل قادیان آیا تو اُسی دن شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری بھی ایک عیسائی نوجوان کو مسلمان کرنے کیلئے ساتھ لائے تھے۔ ہم دونوں اکٹھے ہی حضرت مسیح موعود کے سامنے پیش ہوئے۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے میری بیعت تو لے لی اور اسکو درخواست بیعت کے خط کے جواب میں لکھا کہ پھر بیعت لیں گے ابھی ٹھہر و حالانکہ اُسکو حضرت صاحب کے سامنے شیخ رحمت اللہ صاحب نے پیش کیا تھا جو ایک بڑے آدمی تھے اور حضرت صاحب کو اُن کا بہت خیال تھا۔ اس عیسائی نوجوان نے دوبارہ حضرت صاحب کو لکھا مگر اس دفعہ بھی حضرت صاحب نے یہی جواب دیا کہ پھر بیعت لیں گے۔ پھر اس نے تیسری دفعہ لکھا کہ کوئی دن مقرر کر دیا جائے۔ اس دن غالباً منگل یا بدھ تھا۔ ضرت صاحب نے کہا جمعرات کے دن بیعت لیں گے۔ یہ جواب لے کر وہ شخص ناراض ہو کر چلا گیا اور پھر عیسائی ہوگیا۔ اسکے بعد کسی نے حضرت صاحب سے ذکر کیا کہ وہ لڑکا تو واپس جا کر عیسائی ہو گیا حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں بھی اسی لئے توقف کرتا تھا اور فرمایا کہ جو لوگ ہندوؤں سے مسلمان ہوتے ہیں وہ عموماً سچے دل سے ہوتے ہیں اور ان میں ایمان کی محبت ہوتی ہے۔ مگر عیسائیوں میں سے اسلام کی طرف آنے والے بالعموم قابل اعتبار نہیں ہوتے۔ مجھے اس لڑکے پر اعتماد نہیں تھا اور میں چاہتا تھا کہ وہ کچھ عرصہ اور ٹھہرے۔

(186) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم.اے. کہ میں بچپن میں والد صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تاریخ فرشتہ، نحو میر اور شائد گلستان، بوستان پڑھا کرتا تھا اور والد صاحب کبھی کبھی پچھلا پڑھا ہوا سبق بھی سنا کرتے تھے مگر پڑھنے کے متعلق مجھ پر کبھی ناراض نہیں ہوئے حالانکہ میں پڑھنے میں بے پرواہ تھا لیکن آخر دادا صاحب نے مجھے والد صاحب سے پڑھنے سے روک دیا اور کہا کہ میں نے سب کو ملّاں نہیں بنا دینا۔ تم مجھ سے پڑھا کرو مگر ویسے دادا صاحب والد صاحب کی بڑی قدر کرتے تھے۔

(187) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم.اے. کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی چنانچہ آخری عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اُترنے لگے تھے سامنے سٹول رکھا تھا وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جاسکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

ایک احمدی لڑکی، ایک احمدی عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اسکا ایک تقدس ہے، اسکا ایک مقام ہے جس کو قائم رکھنا ہر دوسری خواہش سے زیادہ ضروری ہے

اپنی عزت کی حفاظت اور اپنے خاندان کی عزت کی حفاظت ایک احمدی عورت اور لڑکی کیلئے سب سے زیادہ اہم چیز ہے اور ہونی چاہئے

ملک کے شہری کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرنا، ملک کی بہتری کیلئے اپنی تمام تر استعدادوں کو استعمال کرنا، جس ملک میں گئے ہیں وہاں کی زبان سیکھنا بھی بہت ضروری اور قابل تعریف اور قابل ستائش ہے لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی مسلمان کو اپنی مذہبی روایات کا پاس رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے

مغربی ممالک میں آزادی کے نام پر جو اخلاقی قدروں کی پامالی ہو رہی ہے اسکا ملک کی ترقی سے کوئی تعلق نہیں
یہ ظاہری دنیاوی آزادیاں، آزادیاں نہیں، نہ ہی ان سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے

پاکستان سے باہر آئی ہوئی عورتیں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھیں کہ بچت کر کے کچھ نہ کچھ باقاعدگی سے شادی فنڈ میں دیا کریں

ایک مومنہ اور ایک مومن کیلئے ترقی دنیاوی آسائشوں کا نام نہیں ہے، ترقی ننگے لباس میں نہیں ہے، ترقی بے پردگی میں نہیں ہے
ترقی مرد اور عورت کی بے حجابیوں میں نہیں ہے، بلکہ ترقی اللہ تعالیٰ کی رضا سے وابستہ ہے اور یہی دائمی ترقی ہے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جرمنی 2008ء کے موقع پر (بتاریخ 23 اگست 2008ء بمقام مئی مارکیٹ منہائم)، خواتین سے خطاب اور نہایت اہم نصائح

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ-
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ-الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ-اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ-
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ-
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ-

آج کل کے ترقی یافتہ دور میں جب انسان ہر میدان میں ترقی کر رہا ہے رابطوں کی آسانی میں بھی روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ وہ رابطے، چاہے وہ سفروں کی سہولت کی وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے کیلئے ہوں۔ ٹیلیفون، فیکس، ای میل، انٹرنیٹ وغیرہ کی وجہ سے ہوں یا ٹی وی اور دوسرے میڈیا کے ذریعہ سے اور اس ترقی کی وجہ سے آپس میں آسان اور قریبی تعلقات کی وجہ سے، ان رابطوں کی وجہ سے ایشیا، افریقہ اور جزائر میں بیٹھا ہوا ایک انسان جو اتنا ترقی یافتہ یا مالی اعتبار سے اس قابل نہیں کہ تمام سہولیات سے جو انسان نے اپنے آرام کیلئے بنائی ہیں اور جو یہاں ان ملکوں میں میسر ہیں ان سے فائدہ اٹھا سکے یا ان کا مکمل طور پر اسے تصرف ہو۔ لیکن ٹی وی، ریڈیو اور دوسرے ذرائع سے ان آسانیوں کو جانتا ہے جو یورپ اور امریکہ کے ممالک میں، مغربی ممالک میں اکثریت کو میسر ہیں۔ ان مغربی ممالک کے کلچر سے ٹی وی اور دوسرے میڈیا کے ذریعہ سے کسی بھی غریب ملک کے دُور دراز علاقہ میں ایک مرد یا عورت جو شاید اپنے گاؤں سے دُور دراز علاقے سے قریبی شہر میں بھی کبھی کبھار جاتا ہو، اگر یہ ذرائع اسے اسکے گاؤں میں میسر ہوں واقف ہو جاتا ہے۔ اور یہ مغربی ممالک کی جو ترقیاں ہیں ان کے نظارے آج کل ہر کوئی دیکھ رہا ہے۔ سیٹلائٹ نے یہ کام بہت زیادہ آسان کر دیا ہے کہ ہزاروں میل دُور کے علاقوں میں بھی دوسرے ملک میں بیٹھا ہوا انسان یہ تمام نظارے آرام سے دیکھ لیتا ہے جو آپ لوگ ان شہروں میں رہتے ہوئے دیکھتے ہیں اور فطرتاً انسان کی، ایسی چیز دیکھ کر جو اس کو بھائے یا اس کیلئے خوشی کا یا تفریح کا سامان بہم پہنچائے اس کی طرف ایک خاص شوق سے توجہ پیدا ہوتی ہے اور اس شوق میں اکثریت یہ بھول جاتی ہے کہ جو پروگرام بھی وہ ٹی وی پر دیکھتے اور سنتے ہیں، ہر پروگرام جو ہے وہ ترقی کی منازل کی طرف لے جانے والا نہیں ہوتا۔ باوجود عقل رکھنے کے اور بینا نظر کے ہر چمکتی ہوئی چیز کو بعض لوگ سونا سمجھنے لگ جاتے ہیں اور پھر نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ دُور دراز علاقوں میں، ان غریب ملکوں میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی ان چیزوں کو دیکھ دیکھ کر بے چینی اور Frustration کا شکار ہو رہے ہوتے ہیں۔ شہروں کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں کہ شاید ہمارے ملکوں میں، ان شہروں میں یہ چیزیں مل جائیں۔ تب بھی بے چینیاں دور نہیں ہوتیں کیونکہ غریب ملکوں میں یہ میسر نہیں۔ پھر غریب ملکوں کے لوگ، دولت کمانے کیلئے، پیسہ کمانے کیلئے مغرب کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں اور دنیادار جو ہے اس کی تو یہی خواہش ہوتی ہے کہ دنیاوی چیزوں کو حاصل کرنے کی جس قدر کوشش ہو سکتی ہو وہ کرے اور اس کیلئے دنیا میں لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی کرتے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا آج کل کے میڈیا نے اس خواہش کو، اس چمک کو، اس لالچ کو اور بھی زیادہ بھڑکا دیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ آسانیاں حاصل کی جائیں اور دولت کمائی جائے اور ان ایجادات سے فائدہ اٹھایا جائے، ان سہولتوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا اکثر لوگ اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے اپنے اصل مقصد کو بھول جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اس مقصد کو یاد رکھنے والی ہے۔ جماعت احمدیہ کے اکثر مرد و خواتین ان مغربی ممالک میں اس لئے آئے ہیں اور آنے کی کوشش کرتے ہیں، خاص طور پر پاکستان سے آنے والے، کہ ان کے ملک میں ان کیلئے حالات مشکل بنا دیئے گئے۔ قدم قدم پر مخالفت ہے اور خوف ہے۔ بعض جگہ کاروباری لوگ مخالفت کی وجہ سے پریشان ہیں۔ بعض جگہ ملازمت پیشہ لوگ جماعتی مخالفت کی وجہ سے متأثر ہو رہے ہیں۔ بعض جگہ بچے سکول جانے سے خوفزدہ ہیں، ان میں چھوٹی کلاسوں کے بچے بھی شامل ہیں اور بڑی کلاسوں کے بچے بھی شامل ہیں۔ حتیٰ کہ گزشتہ دنوں پاکستان میں ایک میڈیکل کالج کے بچوں کو بھی بڑی ذہنی اذیت دی گئی اور ذہنی اذیت کا نشانہ بنایا گیا اور پھر الزام لگا کر کالج سے نکال دیا گیا۔ تحقیق پر وہ الزام غلط ثابت ہوئے۔ بہرحال یہ ایک علیحدہ چیز ہے۔ لیکن کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان سے آنے والے احمدی جو مغربی ممالک میں آتے ہیں وہ اس وجہ سے آتے ہیں کہ اپنے ملک میں ان کو بعض قسم کی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

گویا کہ دین کی خاطر ان کو جو تکلیف دی جا رہی ہے ان کی یہ ہجرت بھی دین کی خاطر ہے تو احمدی یہاں جو مغربی ممالک میں آئے ہیں ان کی اکثریت مذہبی دہشت گردی سے متاثر ہو کر ملک سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئی اور جرمنی میں رہنے والے تو اکثر وہ لوگ ہیں جو جماعت کی بنیاد پر اسائلم لینے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس مذہبی دہشتگردی کی وجہ سے اسائلم لینے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ گزشتہ تیس پینتیس سال سے یہاں مختلف وقتوں میں لوگ آتے رہے ہیں اور اب تک آ رہے ہیں۔ جو یہاں لمبے عرصے سے رہ رہے ہیں وہ یہاں کے ماحول کا حصہ بن چکے ہیں۔ کچھ یہاں جو نئی نسلیں پیدا ہوئیں پاکستانیوں کی وہ ایک ماحول کا حصہ بن چکے ہیں۔ ان میں نوجوان لڑکیاں بھی شامل ہیں، نوجوان لڑکے بھی شامل ہیں۔ یہاں کا رہن سہن، یہاں کا اٹھنا بیٹھنا بعض کی زندگیوں کا حصہ بن گیا ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ کسی بھی ملک میں یا قوم میں جائیں تو اس میں سموئے جا کر ہی ایک ملک کے شہری ہونے کا کردار صحیح طور پر ادا ہو سکتا ہے۔

ملک کے شہری کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرنا، ملک کی بہتری کیلئے اپنی تمام تر استعدادوں کو استعمال کرنا، جس ملک میں گئے ہیں وہاں کی زبان سیکھنا بہت ضروری اور قابل تعریف اور قابل ستائش ہے۔ لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ احمدی مسلمان کو اپنی مذہبی روایات کا پاس رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ مغربی ممالک میں آزادی کے نام پر جو اخلاقی قدروں کی پامالی ہو رہی ہے اس کا ملک کی ترقی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب کوئی بتائے کہ کلبوں میں جا کر مرد اور عورت کا ناچنا اور پھر نیم عریاں ہو کر تمام دنیا کے سامنے بے حیاؤں کی طرح ناچنا کس طرح ملک کی ترقی میں کوئی کردار ادا کر رہا ہے۔ شراب خانوں میں شراب پینا اور بدمست ہو کر بیہودہ حرکتیں کرنا یا نشہ میں سڑکوں اور نالیوں پر گرے پڑے ہونا یہ کون سی ملک اور قوم کی خدمت ہے۔ اور پھر آزادی کے نام پر بیشمار نئی نئی باتیں عجیب عجیب قسم کی حرکتیں ان ملکوں میں رائج ہو رہی ہیں۔ یہ سب چیزیں انسان کو خدا سے دُور لے جانے والی باتیں ہیں اور ملک کی ترقی کے بجائے ملک کو نقصان پہنچانے والی ہیں جس کا ابھی تو ان قوموں کو احساس نہیں ہو رہا لیکن ایک وقت آئے گا جب ان کو احساس ہوگا کہ شخصی آزادی کے نام پر جو اخلاق سوز حرکات ان میں ہو رہی ہیں ان کیلئے من حیث القوم بھی اور انفرادی طور پر بھی نقصان دہ ثابت ہوں گی۔ جس کا احساس بعض لوگوں کو ہونا بھی شروع ہو گیا ہے اور سکون کی تلاش میں، جو حقیقی سکون ہے اس کیلئے یہ لوگ پھر مذہب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ بہت سے مقامی لوگ ان مغربی ممالک میں احمدیت سے متعارف ہوتے ہیں اور احمدیت قبول کرتے ہیں اور اس نام نہاد آزادی سے بچ رہے ہیں اور دُور ہٹ رہے ہیں۔ ان میں پڑھے لکھے مرد وخواتین بھی ہیں اور یہاں تو عموماً اکثریت پڑھے لکھوں کی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہماری بقا اس آزادی میں نہیں جو ظاہری آزادی ہے بلکہ ہماری بقا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے میں ہے اور اُس آزادی میں ہے جس کی تعریف مذہب نے کی ہے۔ کئی ایک نے میرے سامنے اس بات کا اظہار بھی کیا ہے۔

تو اگر کوئی یہاں یہ سمجھتا ہے کہ یہ لوگ بڑے آزاد ہیں اور ہمیں بھی آزاد ہونا چاہئے تو اس کو بھی اپنی اصلاح کر لینی چاہئے کیونکہ یہ آزادی ان لوگوں کو بھی ایک وقت میں تباہی کی طرف لے جانے والی ہوگی۔ اگر گہرائی میں جا کر دیکھیں تو اصل میں جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا اس آزادی نے ان لوگوں میں بے چینی پیدا کر دی ہے۔ اخلاقی گراوٹ کی بھی انتہا ہو رہی ہے بلکہ بعض معاملات میں اخلاق کے معیار ہی بدل گئے ہیں۔ جسم کے ننگ اور پبلک جگہ پر اپنے بعض جذبات کا اظہار، یہ شخصی آزادی سمجھا جاتا ہے جبکہ درحقیقت یہ اخلاقی گراوٹیں ہیں اور خدا سے دُور

لے جانے والی چیزیں ہیں جو کہ کوئی بھی سعید فطرت برداشت نہیں کرسکتا۔

پس ان ملکوں میں رہتے ہوئے ان باتوں سے بچنا ایک احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا آپ یہاں آئے ہیں مذہبی دہشتگردی کا شکار ہونے کی وجہ سے۔آپ کو یہاں کی حکومتوں نے پناہ دی ہے آپ کی مذہبی آزادی کے سلب ہونے کی وجہ سے۔پس یہ ذمہ داری ہے آپ لوگوں کی کہ اسکا احساس دل میں پیدا کریں کہ یہاں کی آزادی کو اپنانا یا ہر بات کو اپنانا ضروری نہیں ہے۔پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ نہ صرف ان چیزوں سے اپنے دین کی حفاظت کیلئے بچنا ضروری ہے بلکہ احمدیت اور اسلام کے پیغام کو ان لوگوں تک پہنچانے کیلئے بھی ضروری ہے کہ ان تمام اخلاقی برائیوں اور دنیا کی ہوا و ہوس سے اگر نہ بچیں گی تو اپنا دین بھی خراب کریں گی اور اپنے مقصد کو بھی ضائع کریں گی۔ جب ان سے بچیں گی تو تبھی خدا تعالیٰ کی مدد بھی شامل حال ہوگی اور تبھی وہ فرق ظاہر کرسکیں گی جو ایک خدا کے عابد بندے اور ایک دنیادار میں ہوتا ہے۔تبھی ہم ان قوموں کو ان کی پیدائش کی غرض سے آگاہ کرسکیں گے اور تبھی ہم انہیں خدا کے قریب لانے والے بن سکیں گے۔

پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ظاہری دنیاوی آزادیاں، آزادیاں نہیں۔ نہ ہی ان سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ اطمینان قلب کیلئے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ضروری ہے نہ کہ دنیاوی ہوا و ہوس میں ڈوب جانا۔اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے بڑے واضح طور پر فرمایا ہے کہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۃ الرعد: 29) پس جان لو کہ اللہ کی یاد سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم کا صرف دعویٰ نہیں ہے بلکہ حقیقی اطمینان ہے ہی خدا تعالیٰ کے ذکر میں۔اگر کوئی سمجھتا ہے کہ تفریح کیلئے آزادی ہونی چاہئے۔ یہ کیا کہ ہروقت سنجیدہ ماحول میں رہے اور ہروقت ماحول پر سنجیدگی طاری رہے اور انسان بالکل خشک بن جائے۔تو ایک احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ بیشک تفریح ہو، بڑی ضروری چیز ہے تفریح بھی لیکن حدود کے اندر رہتے ہوئے۔ جو تفریح، جو کھیل، جو خوشی اللہ تعالیٰ کی یاد کو بھلا دے وہ حقیقی خوشی نہیں ہے۔ وہ کبھی اطمینان قلب کا باعث نہیں بن سکتی۔وہ اس نمکین پانی کی طرح ہے جو حلق سے اتر کر پیاس بجھانے کی بجائے حلق کو خشک کرکے پیاس کو اَور بھڑکاتا ہے اور اگر انسان بے عقلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پانی کو پیتا چلا جائے تو یہی پانی اُسے موت کی وادی میں لے جاتا ہے جبکہ یہ پانی ہی ہے جو زندگی اور نمو کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ پانی ہی ہے جو جب بارش کی شکل میں اترتا ہے تو زمینوں کو سرسبز و شاداب کردیتا ہے۔ یہ پانی ہی ہے جو انسان کیلئے بلکہ ہر جانور کیلئے خوراک پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ پانی ہی ہے جو ہر جاندار کو نئی زندگی عطا کرتا ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ دنیاوی ہوا و ہوس کے پانی کو اپنی زندگی کی بحالی کا ذریعہ نہ سمجھیں بلکہ اطمینان قلب کیلئے، اپنی روحانی زندگی کیلئے، اپنی بقا کیلئے ہر ایک کو روحانی پانی کی ضرورت ہے۔اور روحانی پانی اترتا ہے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے سے۔ پس یہاں رہنے والے یہ نہ سمجھیں کہ مغرب کی آزادی سکون قلب کا ذریعہ ہے۔اس میں سوائے بے چینی کے اور کچھ نہیں۔ یہاں رہنے والی بعض عورتیں اور بچیاں خیال کرتی ہیں، اسی طرح نوجوان لڑکے اور مرد بھی کہ ہمارے پر جماعتی طور پر جو بعض پابندیاں عائد ہوتی ہیں اس سے ہماری آزادی سلب ہورہی ہے۔ جبکہ اگر وہ گہرائی میں جاکر دیکھیں تو احساس ہو کہ آزادی سلب نہیں ہورہی بلکہ حقیقی آزادی کے معیار قائم ہورہے ہیں۔ جو بعض اِکّا دُکّا نوجوان لڑکے لڑکیاں اس ماحول سے متاثر ہوتے ہیں اور آزادی کے حصول کیلئے بعض دفعہ ماں باپ کے گھروں سے بھی چلے جاتے ہیں آخر کسی نہ کسی وقت انہیں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم نے غلطی کی۔ آزادی کے نام پر ہم نے اپنے آپ کو آگ کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے۔ پھر ندامت اور شرم کے احساس سے جماعت سے دوبارہ رجوع کرتے ہیں۔ پس ہمیشہ ایک مومنہ اور ایک مومن کو کسی بھی چیز کے اختیار کرنے سے پہلے گہرائی میں جاکر اسکے نفع و نقصان کو دیکھنا چاہئے اور صرف دنیاوی نفع و نقصان نہیں بلکہ دینی اور روحانی نفع دیکھیں کیا ہے۔ اپنی زندگی کے مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔

جیسا کہ مَیں نے شروع میں ذکر کیا تھا کہ ٹی وی چینلز اور دوسرے میڈیا کا بےجا استعمال جو ہے وہ خرابی پیدا کرتا ہے۔اس کا استعمال صرف اس حد تک کریں جو آپ کے علمی معیار کو بڑھانے والا ہو یا ہلکی پھلکی تفریح کے لئے ہو۔اسی طرح ان ملکوں میں رہتے ہوئے خاص طور پر نوجوان لڑکیاں اور لڑکے اس حد تک فیشن کو نہ اپنائیں جو حیا کی حدود کو توڑتا ہو۔ وہی فیشن اپنائیں جو حیا کی حدود کے اندر ہو۔ خاص طور پر لڑکیاں ایسے فیشن کریں جو حیا کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے ہوں جو ان کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہو۔ ان میں اور دوسروں میں فرق نظر آتا ہو۔ بعض لڑکیاں کہہ دیتی ہیں کہ ہم نے سر ڈھانک لیا ہے اور یہ کافی ہے لیکن سر اس طرح نہیں ڈھانکا ہوتا جس طرح اللہ اور اسکے رسول نے حکم دیا ہے۔ بال صاف نظر آرہے ہوتے ہیں۔ آدھا سر ڈھکا ہوتا ہے آدھا ننگا ہوتا ہے، گریبان تک نظر آرہا ہوتا ہے۔ کوٹ اگر پہنا ہوا ہے تو کہنیوں تک بازو ننگے ہوتے ہیں۔ گھٹنوں سے اوپر کوٹ ہوتے ہیں۔ یہ نہ ہی ایک احمدی لڑکی اور عورت کی حیا ہے اور نہ ہی یہ ایک احمدی عورت کی آزادی کی حد ہے بلکہ اس ذریعہ سے اس طرح کی حرکتیں کرکے وہ اپنی حیا پر الزام لارہی ہوتی ہیں اور بحیثیت احمدی اپنی آزادی کی حدود کو بھی توڑ رہی ہوتی ہیں۔

پس ہمیشہ ایک احمدی عورت کو جس کا ایک تقدس ہے یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کی حدود کا ایک دائرہ ہے۔اس حدود کے دائرے سے تجاوز کرنا آپ کے تقدس کو مجروح کرتا ہے۔اگر یہاں تعلیم پاکر روشن خیالی کے نام پر آپ انٹرنیٹ پر اور email کے ذریعے یہ ساری چیزیں دیکھتی ہیں اور اپنی آزادی کی خود حدود مقرر کرتی ہیں، لڑکوں سے رابطے کرتی ہیں تو اپنے تقدس کو مجروح کررہی ہیں۔ یہ تعلیم جو اس طرح کی آزادی کے خیالات ایک احمدی بچی کے دل میں پیدا کرے نعمت نہیں ہے بلکہ لعنت ہے۔کیونکہ مَیں نے دیکھا ہے کہ آزادی کے نام پر جن لڑکیوں نے اس طرح تعلقات پیدا کئے، پھر دوستیاں کیں انہوں نے اپنے گھر بھی برباد کئے اور دوسری عورتوں کے گھر بھی برباد کئے اور اپنے خاندان کیلئے بھی بدنامی کا باعث بنیں۔ اور اس طرح سے اس تعلیم نے اپنے معاشرے میں اس لڑکی کے مقام کو بڑھانے کی بجائے گھٹانے کا کردار ادا کیا۔ ایسی تعلیم پھر نعمت نہیں رہتی، ایسی آزادی پھر نعمت نہیں رہتی بلکہ لعنت بن جاتی ہے۔مغربی معاشرے میں غیر از جماعت معاشرے میں بیشک یہ دوستیاں معمولی بات ہوں گی لیکن احمدی معاشرے میں عزیز رشتے داروں اور ماں باپ کیلئے شرمندگی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ پس ہمیشہ ایک احمدی لڑکی ایک احمدی عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اسکا ایک تقدس ہے، اس کا ایک مقام ہے جس کو قائم رکھنا ہر دوسری خواہش سے زیادہ ضروری ہے۔ اپنی عزت کی حفاظت اور اپنے خاندان کی عزت کی حفاظت ایک احمدی عورت اور لڑکی کیلئے سب سے زیادہ اہم چیز ہے اور ہونی چاہئے۔ ایک احمدی عورت اور بچی کی عصمت کی قیمت ہزاروں لاکھوں جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔ پس اس کی حفاظت کرنا اور اس کی حفاظت کے طریق جاننا ایک احمدی عورت اور لڑکی کیلئے انتہائی ضروری چیز ہے بلکہ فرض ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی لڑکی اور ایک احمدی عورت نے اپنی حیا کی حفاظت کرنی ہے، اپنی عصمت کی حفاظت کرنی ہے، اپنے تقدس کو قائم رکھنا ہے۔اور یہ پاکستانی کلچر نہیں ہے بلکہ اسلام کی تعلیم ہے۔ اس لئے چاہے وہ جرمن قوم سے تعلق رکھنے والی احمدی عورت ہے یا کسی بھی دوسرے یورپین ملک سے تعلق رکھنے والی احمدی عورت ہے یا پاکستان اور ایشیا سے تعلق رکھنے والی احمدی عورت ہے یا افریقہ سے تعلق رکھنے والی احمدی عورت ہے، ایک بات ہر عورت میں قدر مشترک ہونی چاہئے کہ اُس نے تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی زندگی گزارنی ہے اور اپنی حیا اور عصمت کی حفاظت کرنی ہے تبھی وہ حقیقی احمدی مسلمان کہلا سکتی ہے اور پاکستان سے آئی ہوئی لڑکیوں اور عورتوں کو خاص طور پر اپنے آپ کو نمونہ بنانا چاہئے۔

مجھے کئی شکایات آتی ہیں جب بعض لڑکیاں، چاہے وہ چند ایک ہی ہوں، دوستیوں میں اور براہ راست لڑکوں سے تعلقات میں اس قدر آگے چلی جاتی ہیں کہ بعض شادی شدہ عورتوں کے گھروں کو برباد کردیتی ہیں۔ اور اگر پوچھو تو کہہ دیتی ہیں کہ اس میں کیا حرج ہے، اسلام میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔اسلام میں اگر اجازت ہے تو یہ مرد کو اجازت ہے اسکی اپنی جو ضروریات ہیں جو شرائط ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ان شرائط کے ساتھ اجازت ہے نہ کہ بلاوجہ غلط تعلقات کی وجہ سے۔ اور اس کیلئے پھر جو جائز طریقے ہیں وہ اپنانے چاہئیں نہ کہ غلط طریقے سے۔ پس ایک احمدی عورت کو، ایک احمدی لڑکی کو اپنی حدود کی حفاظت کرنی چاہئے۔ یہاں جرمنی میں جرمن قوم میں سے بعض جو شامل ہونے والی لڑکیاں ہیں وہ اپنی حیا کے زیادہ اچھے نمونے دکھاتی ہیں۔ کئی نوجوان لڑکیاں ہیں جو شادی کے قابل ہیں مجھے لکھتی ہیں یا جماعت کو کہتی ہیں کہ ہماری شادی کے انتظامات کریں اور یہی صحیح طریق ہے۔ پھر اخلاص اور نیکی میں ترقی کرنے والی ہیں باوجود اسکے کہ انکی اٹھان اور پرورش ایسے ماحول میں ہوئی ہے جہاں آزادی ہے اور ان کے گھروں میں کوئی روک ٹوک بھی نہیں۔ لیکن جب احمدیت میں شامل ہوئیں تو یکسر اپنے آپ کو بدل لیا یا بدلنے کی بہت زیادہ کوشش کررہی ہیں۔ پس پاکستان سے آنے والی بھی ہمیشہ یہ بات سامنے رکھیں کہ اگر یہ نام نہاد آزادی زندگی کیلئے اتنی ہی ضروری ہے کہ اسکے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا تو پھر اس جرمن قوم کی لڑکیوں کو اور عورتوں کو احمدی ہونے کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ سمجھتی ہیں کہ جماعت میں شامل ہونے کے بعد اُن کو بعض پابندیوں سے گزرنا پڑے گا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اگر ان سے پوچھیں تو یقیناً یہ جواب ہوگا کہ یہ آزادی جو مغرب کی آزادی ہے اس میں سوائے بے سکونی کے اَور کچھ نہیں ہے۔ پس ہم ترجیح دیتے ہیں ان پابندیوں کو جو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والی ہیں اور جن سے دل کو سکون ملے۔

پس اللہ تعالیٰ نے جو ایک حقیقی مومنہ سے توقعات رکھی ہیں اور حقیقی مومنہ بننے کیلئے جو احکامات دیئے ہیں جو حقیقی مومنہ کی خصوصیات ہمیں بتائی ہیں ان کو اختیار کرنے اور ان پر عمل کرنے کی ہر احمدی عورت کو کوشش کرنی چاہئے۔ وہ خصوصیات کیا ہیں؟ ان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ فرمایا کہ ہمیشہ تقویٰ پر چلنے والی عورتیں جو ہیں وہی مسلمات ہیں یعنی اسلام پر کامل یقین رکھتی ہیں اسلام کو حقیقی نجات کا مذہب سمجھتی ہیں اور اس کو حقیقی نجات کا مذہب سمجھتے ہوئے اختیار کرتی ہیں۔ پھر اسلام لانے کے بعد ایمان میں ترقی کی طرف قدم بڑھاتی ہیں اور یہ ایمان میں ترقی اُنہیں دنیا کے لالچوں اور دلچسپیوں سے دُور کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کیلئے انہیں گہرا فہم اور ادراک عطا کرتی ہے۔ علمی طور پر بھی اور روحانی طور پر بھی۔ اللہ تعالیٰ اسکے رسول، اس کی کتاب اور تمام ارکانِ ایمان پر ایمان میں ترقی کی طرف قدم بڑھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو | مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر | کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اسلام سے نہ بھاگو! راہِ ہُدیٰ یہی ہے | اے سونے والو جاگو! شمس الضحٰی یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا | اَب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

پھر ایک نشانی ہے کہ جب ایمان میں ترقی ہوتی ہے تو قَانِتَات بنتی ہیں یعنی مکمل طور پر خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری میں آجاتی ہیں اور خدا تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے یہ فرمانبرداری کے عمل ہمیشہ ان سے سرزد ہوتے رہتے ہیں اور پھر جب فرمانبرداری کے معیار حاصل ہوتے ہیں تو صادق بننے کی طرف قدم اٹھتے ہیں۔ اور صادق کون ہیں یا صادقات کون ہیں؟ وہ جو ہر قسم کے جھوٹ فریب دھوکے سے پاک ہو اور ہر قسم کی منافقت سے پاک ہو۔ جو مُنہ سے کہہ رہی ہو وہی اسکے دل میں ہو۔ یہ نہیں کہ دوسرے کو نیچا دکھانے کیلئے اپنے بدلے لینے کیلئے جماعت میں دوسرے کے بارے میں غلط شکایات بھیج دیں یا مجالس میں بیٹھ کر ایک دوسرے کے بارہ میں غلط باتیں کر رہی ہوں اور سامنے جا کر کہیں کہ مَیں نے تو نہیں کیں اور وہ بھی صادقات میں شمار ہوتی ہیں جو دنیاوی چیزوں سے زیادہ خدا اور رسول سے محبت کرنے والی ہوں۔ جب زمانے کے امام کو اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر مانا ہے تو پھر خالص ہو کر اسکی اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر ڈالنے والی ہوں۔ جب خلیفۂ وقت سے کامل فرمانبرداری اور اطاعت در معروف کا عہد کیا ہے یعنی ہر معروف فیصلے کو ماننے کا عہد کیا ہے تو پھر اس کو نبھانے والی ہوں۔ اور جب احمدی عورت اس طرح صدق پر قائم ہو جائے تو اُن کی آئندہ نسلیں بھی صدق پر قائم ہونے والی ہوں گی۔ اُن کی گودوں سے صادقین اور صادقات پل کر نکلیں گے جو احمدیت کی تعلیم کا وہ نمونہ دکھانے والے ہوں گے جس سے صرف اور صرف حق اور صداقت کی خوشبو آئے گی اور حق اور صداقت کی خوشبو، ایک ایسی خوشبو اور دائمی خوشبو ہے جس کے سامنے ہر قسم کے جھوٹ، لغویات، بیہودگی اور منافقت کی بدبودار ہوائیں ٹھہر نہیں سکتیں بلکہ غائب ہو جاتی ہیں۔ یہ ایک ایسی خوشبو ہے جو فضا کو ہمیشہ معطر رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسی خوشبو ہے جس کے بکھیرنے والے محبت امن اور سلامتی کی مثالیں قائم کرنے والے بن جاتے ہیں۔ پس جب ایک عورت صادقات میں شامل ہوتی ہے تو صادقین اور صادقات کے خوشبودار پودے لگاتی چلی جاتی ہے۔ دنیا کے امن اور سلامتی اور پیار اور محبت کی ضمانت بن جاتی ہے۔ پس اپنے اس مقام کو پہچانیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم اپنے عہد کو سچا کرتے ہوئے صادقات میں شامل ہو جاؤ تو پھر اگلا قدم صابرات کا ہے۔ یعنی پھر یہ سچائی تمہاری زندگی کا مستقل حصہ بن جائے۔ دنیا کی لغویات، دنیا کی بیہودگیاں، دنیاداروں کی تصنع اور منافقت سے پُر باتیں، شیطان کے حملے، تمہارے پائے استقامت میں لغزش نہ آنے دیں بلکہ صبر اور مستقل مزاجی سے تم صداقت پر ہمیشہ قائم رہو۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ پر چلنے والوں کی ایک خصوصیت خشوع ہے۔ اس لئے جہاں مردوں کو اس کا حکم ہے عورتوں کو بھی حکم ہے کہ خَاشِعَات بن کر رہو۔ یعنی کامل اور مکمل عاجزی دکھانے والی بنو۔ ایمان میں بڑھنے والی اور اللہ تعالیٰ کا خوف اور اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں رکھنے والی بنو اور صبر کے ساتھ صدق پر چلنے والی اس وقت بنیں گی جب خاشعات بھی ہوں گی۔ جب اپنے مزاجوں میں عاجزی پیدا کریں گی، جب اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں ہوگا۔ اپنے پر اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا اظہار اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہوئے کریں گی نہ کہ اپنی بڑائی جتانے کیلئے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر پیسے کی فراوانی دی ہے، دولت کی فراوانی دی ہے یا حالات بہتر کئے ہیں تو اس سے اور زیادہ عاجزی پیدا ہونی چاہئے۔ اس دولت کو خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر پیش کریں۔ لیکن یہ کبھی دل میں خیال نہ آئے کہ مَیں نے مسجد کے لئے اتنا چندہ دے کر یا فلاں نیک کام کر کے کسی پر یا جماعت پر احسان کیا ہے۔ پھر لوگوں میں بیٹھ کر اس کا پرچار بھی کبھی نہیں ہونا چاہئے۔ اسکا ذکر بھی کبھی نہیں ہونا چاہئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ بعض صدقات اس طرح دو کہ ایک ہاتھ سے دو تو دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ بالیمین، حدیث نمبر 1423)

عاجزی کے اظہار کی ایک یہ بھی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر فرمانبردار اولاد دی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے اسکو ہمیشہ نیکیوں کی طرف توجہ دلاتی رہیں نہ کہ اسکو اپنی بڑائی کا ذریعہ بنالیں۔

بعض عورتیں دیکھی ہیں، شکایات آجاتی ہیں بعض دفعہ کہ اولاد کی فرمانبرداری بھی ان میں تکبر پیدا کر دیتی ہے۔ مثلاً کئی دفعہ ایسی باتیں بھی آجاتی ہیں سامنے کہ اس بات پر تکبر ہے کہ میرا بیٹا میرا بہت زیادہ فرمانبردار ہے۔ اگر مَیں اُسے کہوں کہ جاؤ اور اپنی بیوی کو دو چار چپیڑیں مار آؤ تو فوراً مار دے گا اور کئی عورتیں ایسا کرتی ہیں۔ بعض احمدی گھروں میں ایسی باتیں سن کر حیرت ہوتی ہے کہ مائیں اپنے بیٹوں کے ذریعے ناجائز طور پر اپنی بہوؤں کی پٹائی کروا رہی ہوتی ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس طرح کی حرکتیں اللہ تعالیٰ کے انعام کی بے قدری ہے۔ ایسی عورتیں سب طاقتوں کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کی ذات کو نہیں سمجھتیں بلکہ اپنے آپ کو سمجھتی ہیں۔ اور یہ تقویٰ سے دور لے جانے والی باتیں ہیں۔ ایسے بے قدروں سے پھر اللہ تعالیٰ انعام چھین بھی لیا کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا خوف اور عاجزی ایک حقیقی مومن کی نشانی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے وہ ہیں جو مُتَصَدِّق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح مرد کیلئے مُتَصَدِّق ہونا ضروری ہے، عورت کیلئے مُتَصَدِّقَات میں شامل ہونا ضروری ہے۔ یعنی جو آپ پر اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں انہیں اپنے کمزوروں کیلئے استعمال کرنا۔ اگر بہتر حالات ہیں تو دوسروں کو اس سے فائدہ پہنچانا۔ اگر کوئی علم ہے تو اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا۔ عموماً عورتیں اپنے زیور بنانے اور اچھے سے اچھا کپڑا پہننے کی طرف زیادہ توجہ رکھتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کشائش دی ہوئی ہے تو غریبوں کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے۔ اپنے سے مالی لحاظ سے کمزور عزیزوں کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے۔ یہ ان کیلئے صدقہ نہیں ہوگا بلکہ تحفہ ہوگا۔ اس طرح جب شادیوں، بیاہوں پر اپنے بچوں کیلئے لاکھوں روپیہ خرچ کرتی ہیں تو اپنے خاوندوں کو بھی توجہ دلائیں اور خود بھی کریں کہ غریبوں کیلئے بھی، ان کی شادیوں کیلئے بھی کچھ نکالنا چاہئے۔ پاکستان سے باہر ملکوں میں آئی ہوئی جو عورتیں ہیں، پہلے بھی میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں، خاص طور پر اس بات کا خیال رکھیں کہ بچت کر کے کچھ نہ کچھ باقاعدگی سے شادی فنڈ کیلئے دیا کریں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن عورتیں صَائِمَات ہوتی ہیں۔ یعنی اپنے روحانی معیاروں کو اونچا کرنے والی ہوتی ہیں۔ روزے رکھ کر اپنے نفس کی قربانی دینے والی ہوتی ہیں۔ اور جب نفس کی قربانی کی عادت پڑتی ہے تو غریبوں کیلئے قربانی کا معیار بھی بڑھتا ہے اور روحانیت میں ترقی بھی ہوتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک عورت جو خدا تعالیٰ کا قرب چاہتی ہے، جو اپنے ایمان کو کامل کرنا چاہتی ہے اسے اپنے تقدس کا بھی خاص طور سے خیال رکھنا چاہئے اور ایک احمدی عورت جس نے اِس زمانے کے امام کو مانتے ہوئے یہ عہد کیا ہے کہ اپنے آپ کو تمام برائیوں سے بچائے رکھوں گی اُسے تو اپنی عزت، عصمت اور تقدس کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔ اسکا لباس، اسکی چال ڈھال، اسکی بات چیت کا انداز دوسروں سے مختلف ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ آزادی کے نام پر لڑکے لڑکیوں کی مِکس (Mix) پارٹیوں میں حصہ لے یا لباس ایسے ہوں جو ایک احمدی عورت کے تقدس کی نفی کرتے ہوں، پردے اور حجاب کا بالکل خیال نہ ہو۔

یہاں مَیں ایک بات اور بھی واضح کر دیتا ہوں۔ مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ عہدیداران اگر کسی قابل بھی ہیں، کوئی شخص کسی عہدے کے قابل بھی ہے لیکن اگر اسکے پردے میں کمی ہے تو اس کو عہدہ نہیں ملنا چاہئے۔ بلکہ اس سے بہتر ہے کہ کم علم والی لیکن اپنے تقدس کا اور حیا کا خیال رکھنے والی ہو تو اس کو عہدہ دیا جائے۔

تو بہرحال جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ جوانی میں جب لڑکیاں قدم رکھتی ہیں تو ان کے کوٹ گھٹنوں سے نیچے ہونے چاہئیں۔ ایسے کوٹ پہننے چاہئیں جو ان کا پورا جسم ڈھانکنے والے ہوں نہ کہ فیشن۔ اور بازو لمبے ہونے چاہئیں۔ ایک احمدی عورت ایک احمدی لڑکی کی پہچان یہ ہونی چاہئے کہ اس کا لباس حیادار ہو۔ پس اپنے لباسوں کا خاص طور پر خیال کریں کیونکہ یہ بھی ایک احمدی عورت کے تقدس کیلئے بہت ضروری ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہوگی اگر نئی شامل ہونے والیاں تو اس بات کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنے لباس میں حیا کا پہلو مدنظر رکھیں اور پرانی احمدی اس معاشرہ کے بداثرات کی وجہ سے اپنے حیادار لباس سے بے پرواہ ہو جائیں۔ پس ان باتوں کا ہمیشہ خیال رکھیں اور اپنے جائزے لیتی رہیں ورنہ شیطان کے حملے، جیسا کہ مَیں نے کہا، میڈیا کے ذریعہ سے اتنے شدت سے ہو رہے ہیں کہ ان سے بچنا محال ہے۔ جب اپنے جائزے لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں گی، اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دیں گی، اپنی زبانوں کو دعاؤں اور ذکر سے تر رکھنے کی کوشش کریں گی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ پھر ایسے لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ انہیں گناہوں سے بچاتا بھی ہے کیونکہ گناہوں سے بچنے کیلئے وہ نیک اعمال بجالانے کی کوشش کر رہی ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف توجہ بھی کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہوتی ہیں۔ اور پھر صرف یہی نہیں کہ گناہوں سے ایسے لوگ بچتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مومنوں کیلئے جو تقویٰ پر چلنے والے لوگ ہیں ایک اجر عظیم ہے۔ ایک ایسا اجر ہے جو نہ ختم ہونے والا اجر ہے جو دنیا و آخرت دونوں جگہ کام آتا ہے۔

پس ایسی مائیں جو نیکیوں پر قائم ہوتی ہیں ان کی اولادیں بھی ان نیکیوں پر چلنے والی ہوتی ہیں۔ اس بات کا ہر عورت کو ہر لڑکی کو خیال رکھنا چاہئے۔ یعنی پھر ایسی عورتوں سے نیکیوں کی وہ نہریں بہ رہی ہوتی ہیں یا جاری ہو جاتی ہیں جو دریاؤں کی شکل اختیار کرتی ہیں اور جو ہر برائی کو اپنے سامنے سے بہاتی چلی لے جاتی ہیں۔

پس ہر احمدی عورت کو اپنی اہمیت کو سمجھنا چاہئے کہ کیا اُس کی اہمیت ہے۔ جب زمانہ کے امام کو مان لیا تو آپ اب معمولی عورتیں نہیں رہیں، اب آپ ان میں شامل نہیں جو لہو و لعب کے پیچھے چلنے والی ہیں، جن کو دنیاوی لذات اور لغویات متاثر کرتی ہیں۔ بلکہ اس معاشرے میں رہنے کے باوجود جہاں ہر طرف کھلا گند بکھرا پڑا ہے آپ کی ایک انفرادیت ہے اور ہونی چاہئے۔ ایک احمدی عورت کا مقام دوسری عورتوں سے بہت بلند ہے اور ہونا چاہئے۔ کیونکہ جیسا کہ مَیں نے کہا آپ زمانے کے امام کی بیعت میں آگئی ہیں۔ آپ نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہد کیا ہے۔ اور عہد کیا ہے؟ وہ عہد ہے کہ ہم قرآن کریم کی تعلیم کو کلّی طور پر اپنے اندر جاری کرنے کی کوشش کریں گی۔ وہ عہد جو آپ نے کیا ہے وہ یہ عہد ہے کہ ہم دنیا میں انقلاب لانے کا ذریعہ بنیں گی۔ دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے کیلئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گی۔ ابھی ابھی صدر صاحبہ نے کچھ الفاظ دہرائے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے کیلئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گی۔ یہ وہ عہد ہے جو آج ایک احمدی عورت کے علاوہ کسی نے نہیں کیا۔ پس اگر اپنے نفس کی اصلاح کیلئے دنیاوی چاہتوں اور خواہشوں کی قربانی نہ دی تو یہ انقلاب لانے کیلئے جو آپ کے عہد ہیں یا قربانیاں کرنے کیلئے جو آپ کے عہد ہیں اس کیلئے کس طرح تیار ہوں گی۔

پس ہر آن اور ہر وقت اپنے اندر جھانکتی رہیں کہ یہی اصلاح کا طریقہ ہے۔ اپنے ایمان اور تقویٰ میں بڑھنے کیلئے ان تمام ذرائع کو بروئے کار لائیں اور لانے کی کوشش کریں، ان پر عمل کریں جن کا خدا تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ دنیاوی میڈیا پر آنے والی دنیاداری کی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”مجھے الہام ہوا، سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ پھر چونکہ بیماری وبائی کا بھی خیال تھا اسکا علاج خدا تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ اسکے ان ناموں کا ورد کیا جاوے یَاحَفِیْظُ۔ یَاعَزِیْزُ۔ یَارَفِیْقُ۔ رفیق خدا تعالیٰ کا نیا نام ہے جو کہ اس سے پیشتر اسماء باری تعالیٰ میں کبھی نہیں آیا۔“ (ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 271)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپیور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اُس کیلئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے...... ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدرِ وسعت مدد دینی چاہئے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔

(کشتی نوحؑ، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 83)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع وافراد خاندان ومرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

باتیں آپ کی توجہ جذب کرنے والی نہ ہوں، نہ ہی ان دنیاداروں کے فیشن اور دنیا پرستی آپ کو کبھی متاثر کرنے والی بن سکے۔ کیونکہ جس انقلاب کی آپ باتیں کرتی ہیں اُس کا اِن لوگوں سے دُور کا بھی واسطہ نہیں جو دنیادار ہیں۔ دنیاداروں میں اگر آپ دیکھیں، کوئی بھی عورت جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے اپنے قول اور فعل کو ایک ثابت کرنے کا اظہار کرتی ہے، لیڈرانہ صلاحیتیں رکھنے والی بھی بیشک ہے، انقلاب کی باتیں کرنے والی بھی ہے، حقوق کیلئے لڑنے والی بھی ہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود ان کا دائرہ محدود ہے۔ وہ عورت یا وہ عورتیں جس انقلاب کی بات کرتی ہے اُس کا دائرہ محدود ہے۔ وہ صرف عورتوں کے حقوق کی بات کرے گی اور چند دنیاوی آسائشوں کی بات کرے گی اور یہ بات کرکے ان کی بات ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ صرف دنیاوی حقوق کا حصول ہی اُن کا مقصد ہوتا ہے۔ ایسی عورت جو دنیادار ہے اگر علم کی بات کرتی ہے تو صرف دنیاوی علم کی بات کرتی ہے۔ ہر جگہ جہاں بھی آپ دیکھیں گی آپ کو ان عورتوں میں، ان کے ہر دعوے میں، ان کے ہر فعل میں، ان کے ہر کام میں روحانیت کا فقدان نظر آئے گا۔ اللہ کی رضا کے حصول کی کوشش جو ہے ان دنیاوی انقلاب لانے کے دعویداروں میں آپ کو کبھی نظر نہیں آئے گی اور جب اس چیز کا فقدان ہو تو حقوق کا مطالبہ کرنے والی جو ہیں، وہ بھی زیادتی کر جاتی ہیں۔ انقلاب لانے والے بھی ظلم کے طریق اپنانے لگتے ہیں اور نتیجۃً معاشرہ میں اُن زیادتیوں کی وجہ سے فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ آج بھی بہت سی تنظیمیں عورتوں کے حقوق کی بات کرتی ہیں اور معاشرہ میں عورت کے مقام کیلئے کوشش بھی کرتی ہیں لیکن یہ کوشش دیرپا نہیں ہوتی اور اس کیلئے فسادوں کے نئے سے نئے رستے کھل جاتے ہیں کیونکہ حقیقی روح نہیں ہوتی، روحانیت نہیں ہوتی۔ لیکن ایک احمدی عورت جب انقلاب کی بات کرتی ہے تو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ پیش نظر ہوتا ہے اس لئے حقوق کی حدود کا تعین بھی ہوتا ہے اور فرائض کی ادائیگی کا بھی اور روحانیت میں بڑھنے کی کوشش بھی ہوتی ہے تاکہ اصل مقصد جو خدا تعالیٰ کی رضا ہے اسکو حاصل کر سکے۔

مغرب میں اگر تعلیم یافتہ عورت ملازمت کے حق کی بات کرتی ہے تو یہ بھول جاتی ہے کہ اسکی ایک بہت بڑی ذمہ داری اپنے گھر کو سنبھالنا بھی ہے۔ لیکن اسلام جب عورت کے حق کی بات کرتا ہے تو اسے توجہ دلاتا ہے کہ تمہاری تعلیم اس لئے ہے کہ اپنے بچوں کی نگہداشت کرو، اپنے خاوند کے گھر کی نگران بن کر رہو۔ وَالۡحَافِظَاتُ لِلۡغَیۡبِ یعنی غیب میں ان چیزوں کی حفاظت کا حق ادا کرو جو تمہارے سپرد ہیں۔ اور حق کس طرح ادا کرنا ہے؟ اسکے متعلق فرمایا بِمَا حَفِظَ اللّٰہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اور وہ حکم یہ ہے کہ نسلوں کی پرورش تمہارے سپرد ہے، گھروں کی حفاظت تمہارے سپرد ہے۔ پس یہ حفاظت کا عظیم کام آپ کے سپرد ہے اور اس کیلئے ایک بہت بڑا ذریعہ بچوں کی دینی اور روحانی ترقی کی طرف توجہ ہے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک آپ کا اپنا دینی علم اور روحانیت ترقی پذیر نہ ہو، اس کی طرف قدم نہ بڑھ رہے ہوں۔ آگے کی طرف جب تک آپ کا قدم نہ بڑھ رہا ہو۔

پس اپنے دینی اور روحانی معیار کو بڑھائیں تاکہ اسے اپنی نسلوں میں بھی داخل کرسکیں۔ اور جب آپ اس طریق پر اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کریں گی تو آئندہ نسلوں سے وہ قوم تیار کرنے والی ہوں گی جن میں مسلمین اور مسلمات ہوں گے، جن میں مومنین اور مومنات ہوں گے، جن میں قانتین اور قانتات ہوں گے، جن میں صادقین اور صادقات ہوں گے۔ جن میں صابرین اور صابرات ہوں گے۔ جن میں خاشعین اور خاشعات ہوں گے۔ جن میں مُتَصَدِّقِیۡنَ اور مُتَصَدِّقَات ہوں گے۔ جن میں صَائِمِیۡنَ اور صَائِمَات ہوں گے۔ جن میں حَافِظِیۡنَ فُرُوۡجَھُمۡ اور حَافِظَات ہوں گے جن میں ذَاکِرِیۡنَ اور ذَاکِرَات ہوں گے۔ جب یہ لوگ پیدا ہوں گے تو وہ انقلاب جو آپ لا رہی ہوں گی وہ عارضی انقلاب نہیں ہوگا۔ وہ صرف عائلی حقوق کے حصول کیلئے نہیں ہوگا۔ وہ صرف معاشی حقوق کے حصول کیلئے نہیں ہوگا۔ وہ صرف معاشرتی حقوق کے حصول کیلئے نہیں ہوگا۔ وہ صرف ملکی امن وسلامتی کے قیام کیلئے نہیں ہوگا بلکہ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو تمام دنیا کو ہر قسم کے شر سے محفوظ کرنے والا ہوگا۔ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو دائمی اثر رکھنے والا انقلاب ہوگا۔ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو نسلوں میں جاری رہنے والا انقلاب ہوگا۔ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو آپکو اور آپ کی نسلوں کو خدا کے قریب لانے والا ہوگا۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ترقی کی منازل دنیاوی لذات سے نہیں ملتیں۔ ایک مومنہ اور ایک مومن کیلئے ترقی دنیاوی آسائشوں کا نام نہیں ہے۔ ترقی ننگے لباس میں نہیں ہے۔ ترقی بے پردگی میں نہیں ہے۔ ترقی مرد اور عورت کی بے حجابیوں میں نہیں ہے۔ بلکہ ترقی اللہ تعالیٰ کی رضا سے وابستہ ہے اور یہی دائمی ترقی ہے۔ ایک مومنہ عورت اور ایک مومن مرد اِس کا فہم وادراک رکھتے ہوئے کبھی دنیاوی ہوشیاری اور لذات کو اپنی ترقی کا ذریعہ نہیں سمجھتے بلکہ خدا تعالیٰ کے سچے اور پکے تعلق کو ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ پس جہاں مومنہ اور مومن کیلئے حقوق وفرائض کی حدود ہیں وہاں ایک لامحدود ترقیات کا میدان بھی خالی ہے اور وہ ہے خدا تعالیٰ سے تعلق کا میدان جس کی کوئی حدود نہیں۔

پس ایک حقیقی احمدی کیلئے اگر کوئی لامحدود ہدف یا ٹارگٹ ہے اور ہونا چاہئے تو وہ نیکیوں میں بڑھنے کا ہے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا ہے اور جب یہ ہوگا تو تب ہی آپ خیر اُمّت کی مصداق بنیں گی۔ پس اس کو حاصل کرنے کیلئے میدان میں اتریں کیونکہ یہی آپ کی زندگی کی بقا ہے، یہی آپ کی نسلوں کی زندگی کی بقا ہے اور یہی آپ کے انقلاب لانے کے عہد کو پورا کرنے کا ذریعہ ہے۔

یہ سال جو آپ خلافت جوبلی کے سال کے طور پر منا رہی ہیں اس میں اس عہد کی تجدید کریں جو بیعت کا عہد ہے۔ آج دوبارہ اس عہد کی تجدید کریں جو آپ نے 27 مئی کو بھی میرے پیچھے دہرایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کو تمام دنیا میں گاڑنا ہے اور خلافت کے قیام کیلئے ہر قربانی دینی ہے اور اس پر عمل کرنے کیلئے اس قربانی کیلئے جیسا کہ میں نے کہا سب سے پہلے اپنے نفسوں کی قربانی کرنی ہوگی۔ اپنے اعمال کو اس قابل بنانا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول ٹھہریں اور جو اعمال اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول ٹھہریں گے وہی دنیا میں انقلاب لانے کا ذریعہ بنیں گے۔

پس اس معاشرہ میں رہتے ہوئے ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھائیں اور دنیا کی طرف اتنی نہ جھک جائیں کہ خدا تعالیٰ کے احکامات ہی بھول جائیں۔ آج ماشاءاللہ اس وقت سفید دوپٹوں میں اکثریت ملبوس ہے۔ ان سفید دوپٹوں نے جو وحدت پیدا کی ہے اس ظاہری وحدت کو اپنے دلوں میں بساتے ہوئے خدائے واحد کی وحدانیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی دلوں پر نظر ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ میں سے ہر ایک کو حقیقی اور سچا احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن مومنات میں آپ کا شمار ہو جو حقیقی انقلاب لانے کیلئے اپنا سب کچھ قربان کرنے والی ہوتی ہیں۔ آپ میں سے ہر ایک اُن اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے والی بنے جو قرون اولیٰ کی مسلمان عورتوں نے قائم کئے تھے۔ وہ معیار قائم کرنے والی بنیں جو امام وقت کی بیعت میں آنے کے بعد اس زمانے میں بھی اپنا سب کچھ قربان کرکے قائم کئے گئے۔ کبھی دولت کی فراوانی یا آسائش یا مغرب کی لہو ولعب آپ پر اثر نہ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا کرلیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 4؍نومبر 2011)

زکوٰۃ ایک اہم فریضہ ہے
اس کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں!

احباب جماعت کو علم ہے کہ قرآن کریم میں نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا حکم ہے اس لئے تمام صاحب نصاب احباب ومستورات سے درخواست ہے کہ وہ اس اہم فریضہ کی بجا آوری کی طرف توجہ فرماویں۔

زکوٰۃ اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے جو ہر صاحب نصاب پر فرض ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اَے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کیلئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 15)

زیورات کی زکوٰۃ کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’جو زیور پہنا جائے اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کیلئے دیا جائے، بعض کا اس کی نسبت یہ فتویٰ ہے کہ اس کی کچھ زکوٰۃ نہیں۔ اور جو زیور پہنا جائے اور دوسروں کو استعمال کیلئے نہ دیا جائے اس میں زکوٰۃ دینا بہتر ہے کہ وہ اپنے نفس کیلئے مستعمل ہوتا ہے۔ اسی پر ہمارے گھر میں عمل کرتے ہیں اور ہر سال کے بعد اپنی موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو زیور روپیہ کی طرح جمع رکھا جائے اس کی زکوٰۃ میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔‘‘ (الحکم 17؍نومبر 1905ء، صفحہ 11)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ٹیکس جسے زکوٰۃ کہتے ہیں آمدن پر نہیں ہے بلکہ سرمایہ اور نفع سب کو ملا کر اس پر لگایا جاتا ہے اور اس طرح اڑھائی فیصد درحقیقت بعض دفعہ نفع کا پچاس فیصدی بن جاتا ہے۔‘‘ (احمدیت یعنی حقیقی اسلام، انوار العلوم، جلد 8، صفحہ 306)

زیورات اور نقد روپئے کے نصاب زکوٰۃ کے تعلق سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ ’’چاندی کیلئے چاندی والا اور سونے کیلئے سونے والا وہی نصاب ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود رائج فرمایا تھا اور جہاں تک نقد روپے کیلئے نصاب زکوٰۃ کی بات ہے تو اس وقت دنیا کی اکثریت سونے کو ہی معیارِ زر اپنائے ہوئے ہے اس لئے نقد روپے کی زکوٰۃ میں بھی سونے کو ہی معیار سمجھا جائیگا۔‘‘ (مکتوب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنام صدر صاحب مجلس افتاء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کیلئے ساڑھے باون (52.5) تولہ اور سونے کیلئے ساڑھے سات (7.5) تولہ نصاب مقرر فرمایا ہے۔

☆ جس کے پاس ساڑھے باون (52.5) تولہ (612 گرام) چاندی موجود ہے اور اس پر ایک سال کا عرصہ گزر جائے تو اس پر 1/40 حصہ یعنی اڑھائی فیصد زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

اسی طرح جسکے پاس ساڑھے سات (7.5) تولہ (87 گرام) سونا موجود ہو یا اسکے مساوی نقد رقم موجود ہو اور اس پر ایک سال کا عرصہ گزر جائے اس پر بھی حسب شرح 1/40 حصہ یعنی اڑھائی فیصد زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

☆ زکوٰۃ کی جملہ وصول شدہ رقم مرکز بھجوانی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کو ادا کرنے کی توفیق دے اور تمام افراد جماعت کے اموال ونفوس میں برکت عطا کرے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

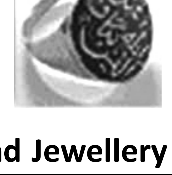

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/82, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

اسلام نے وہ عورتیں پیدا کی ہیں جو مردوں کے شانہ بشانہ قربانیاں دیتی چلی گئیں

توحید کے قیام و استحکام کیلئے اپنے پیچھے وہ نمونے چھوڑ گئیں جو ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے کا ہمیشہ باعث بنتے چلے جائیں گے

جنگ ٹھونسی گئی تو جنگی حالات میں عورتوں نے اپنا کردار ادا کیا، نظام جماعت کو بہترین مشورے بھی دیئے، صحابیات نے علمی کارنامے بھی انجام دیئے، عبادتوں کے معیار قائم کئے، بچوں کی بہترین تربیت کی

حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا کی بے نظیر قربانیوں اور خدمات کا تفصیلی تذکرہ

آج ہر عورت کا کام ہے کہ اُمّ عمارہ بن کر آنحضرتؐ کی ذات اور اسلام پر لگائے گئے ہر الزام کا جواب دے کر آپؐ کی ذات اور اسلام کی حفاظت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے

آج کل الیکٹرونک میڈیا کے ذریعہ اسلام پر، احمدیت پر حملے کئے جاتے ہیں، آنحضرتؐ کی ذات پر، قرآن کریم پر حملے کئے جاتے ہیں، ان حملوں کو پسپا کرنے کیلئے جہاں مَردوں کو اپنی طاقتیں صرف کرنے کی ضرورت ہے وہاں عورتوں کو بھی اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے، لڑکیاں اور پڑھی لکھی عورتیں اپنے آپ کو اس کام کیلئے پیش کریں

ہمیں ایک اُمّ عمارہ نہیں بلکہ ہزاروں اُمّ عمارہ کی ضرورت ہے

صحابیات رسول حضرت اُمّ سلمہؓ، حضرت اُمّ ورقہؓ بنت عبداللہ، حضرت فاطمہؓ بنت خطاب کی خدا اور رسول سے محبت، اخلاص و وفا اور قربانیوں کا ایمان افروز تذکرہ

آج آخرین میں شامل ہونے والی عورتوں نے بھی یہی مثالیں قائم کرنی ہیں، ہر عورت اور ہر لڑکی یہ سمجھے کہ آج اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ذمہ داری صرف اور صرف میری ہے

لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع بتاریخ 3 اکتوبر 2010ء بروز اتوار بمقام اسلام آباد (یو.کے) کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ- مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ- اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ- اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ- صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے ساتھ ہی پہلے آپ کا استہزاء اور ہنسی ٹھٹھا شروع ہوا اور پھر جب کفار نے دیکھا کہ یہ تو ایک ایک کر کے ہم میں سے لوگوں کو اپنے اندر سمیٹتے چلے جا رہے ہیں، ہمارے کمزور اور ہمارے غلام اِس شخص کی بیعت میں آکر ہمارے بتوں کی پوجا کرنے کی بجائے خدائے واحد کی عبادت کرنے والے بنتے چلے جارہے ہیں تو پھر کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہر منصوبہ بندی کی کہ کس طرح آپؐ کے پیغام کو اور آپؐ کے کام کو روکا جا سکتا ہے۔ آپ کے ماننے والوں پر ظلم و تعدی کی انتہاء کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں میں نہ کوئی مرد ظالم کفار کے ہاتھوں محفوظ رہا اور نہ کوئی عورت۔ اسلام کی تاریخ میں دو اونٹوں سے ایک شخص کی ٹانگیں باندھ کر اُن کو مخالف سمت دوڑا کر جسم کو چیرنے کا واقعہ ملتا ہے، وہ بھی ایک عورت تھی، باوجود اپنے بھیانک انجام کے سامنے دیکھنے کے اُس پرعزم عورت نے، توحید پر ہمیشہ قائم رہنے کا عہد کرنے والی عورت نے، اپنے عہد کو پورا کرنے کیلئے اپنے جسم کو ظالمانہ طور پر چیرا جانا برداشت کر لیا لیکن اپنے خدا سے بے وفائی نہیں کی۔

پھر مکہ میں ہی ظلم کی داستان کا ایک واقعہ ہمیں ملتا ہے جب حضرت یاسرؓ کے پورے خاندان کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔ ایک دن ایسے ہی ظلم کا نشانہ بنتے ہوئے یہ خاندان جب اُس میں سے گزر رہا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپؐ نے دیکھا کہ یہ لوگ رسیوں سے جکڑے ہوئے ہیں اور ظالمانہ طریقے سے اِن کو مارا جا رہا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے آلِ یاسر! صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں تمہارے لئے مکان تعمیر کیا ہے۔ تمہارا ایک مکان بن رہا ہے جنت میں۔ اِس ظلم کے دوران ہی حضرت یاسرؓ تو شہید ہو گئے اور حضرت سمیہؓ جو آپ کی بیوی تھیں اُن کا بھی بُرا حال تھا، ظلم اور تشدد کی وجہ سے نیم بے ہوشی کی حالت تھی۔ اُس حالت میں بھی ابوجہل نے اُن پہ ظالمانہ طور پر ایک نیزہ مار کے اُن کو شہید کر دیا۔

(ماخوذ از اسد الغابۃ، جلد 6، صفحہ 155-156، سمیۃ ام عمارۃ، دار الفکر بیروت 2003ء)

یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی رضا کا پروانہ لے کر، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے آپ کو دیا تھا، اِس دنیا کو چھوڑ کر ہمیشہ کی زندگی پا گئے۔ آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی اِنکی یہ قربانی تاریخ اسلام میں نہایت آب و تاب سے چمک رہی ہے اور ہر جگہ اِن کی قربانی کا ذکر ہوتا ہے جب بھی آپ تاریخ اسلام اُٹھائیں گے۔

عورت فطرتاً کمزور ہوتی ہے لیکن اِسلام نے وہ عورتیں پیدا کی ہیں جو مردوں کے شانہ بشانہ قربانیاں دیتی چلی گئیں۔ توحید کے قیام و استحکام کیلئے اپنے پیچھے وہ نمونے چھوڑ گئیں جو ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے کا ہمیشہ باعث بنتے چلے جائیں گے۔

پھر دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے دوران ہی شعبِ ابی طالب کا واقعہ پیش آیا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ اور آپؐ کے خاندان اور آپؐ کے ماننے والے اڑھائی سال تک وہ قربانیاں دیتے رہے جس میں مسلسل بھوک اور پیاس بھی برداشت کرنی پڑی۔ بچے بھوک سے بلکتے رہے۔ مائیں بچوں کی حالت کو دیکھ کر بے چین اور پریشان تو ضرور تھیں۔ اپنے بچوں کو بھوک کو حالت میں دیکھ کر اور اس بھوک کی حالت کی وجہ سے قریب المرگ دیکھ کر غمزدہ تو ضرور تھیں لیکن جس توحید کی دولت اور جس زندہ خدا کو وہ پا چکی تھیں اُس سے بے وفائی اور مُنہ موڑنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔ ثباتِ قدم اور استقامت کے پیکر اگر مرد تھے تو عورتیں بھی اُس سے کم نہیں تھیں۔

پس قربانی اور ایمان میں مضبوطی کی ایک رُوح تھی جو اِسلام نے مردوں اور عورتوں میں یکساں پیدا کر دی۔ اور پھر جب اللہ تعالیٰ کے اِذن سے مدینہ میں ہجرت ہوئی، اور اِسلام کے پھیلنے کا ایک نیا دور شروع ہوا تو وہاں بھی دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کا پیچھا کیا اور ایک فوج کے ساتھ مدینہ پر لشکر کشی کی تب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت عطا فرمائی کہ دشمنوں کے اِن ظلموں کو روکنے کیلئے آپؐ کو اپنا دفاع کرنے کی اجازت ہے اور اب اِن کا جواب سختی سے دینے کی ضرورت ہے کیونکہ اب اِن ظلموں کو نہ روکا گیا تو یہ ظلم بڑھتے بڑھتے ہر مذہب کے خلاف آگیں بھڑکائیں گے اور اُس تعلیم کے خلاف جو خدائے واحد کی عبادت پر زور دیتی ہے یہ ظلم کرنے والے ہمیشہ تلوار اُٹھاتے چلے جائیں گے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مدینہ پر حملہ کرنے والوں کے خلاف صف آرائی کی، اُن کے سامنے کھڑے ہوئے۔

پہلی جنگ بدر کے میدان میں لڑی گئی اور پھر جب بھی دشمن کو موقع ملتا رہا دشمن مسلمانوں کے خلاف جنگ کے شعلے بھڑکاتا رہا۔ مسلمان باوجود تعداد میں کم اور معمولی ہتھیاروں کے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے اور اِن جنگوں میں بھی جو خالصتاً مردوں کا کام ہے مسلمان عورتوں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اُن بہادر عورتوں نے اپنے فرض کو نبھایا اور خوب نبھایا۔ جو فرائض عمومی طور پر انجام دیئے اُن میں فوجیوں کو، جو زخمی فوجی تھے، لڑنے والے جو مسلمان تھے اُن کو پانی پلانا، زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا، شہیدوں اور زخمیوں کو میدانِ جنگ سے اُٹھا کر لانا، تیر اُٹھا کر مردوں کو دینا تاکہ وہ چلائیں۔ اَب ایک عورت جو بظاہر کمزور سمجھی جاتی ہے، ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے اور اپنی کمزوریوں پر قابو پاتے ہوئے، یہ کام انجام دے سکتی ہے، اُسکے بغیر تو ناممکن ہے کہ یہ کام سرانجام دے سکے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ بعض واقعات میں بیان کروں گا بلکہ ایک واقعہ زیادہ اہمیت کا حامل ہے جو مَیں نے اِس وقت چُنا ہے جس میں دکھلایا گیا ہے کہ مردوں کی طرح تلوار بھی عورتوں نے چلائی۔ پھر فوجیوں کیلئے کھانے کا انتظام کرنا یہ بھی عورتوں کا کام تھا، شہیدوں کیلئے قبریں کھودنے میں مردوں کا ہاتھ بٹانا یہ بھی عورتوں کا کام تھا۔ پھر فوج کو ہمت دلانے کیلئے اپنا کردار ادا کرنا۔ اِس میں بھی عورتوں نے خوب کردار ادا کیا لیکن کافر عورتوں کی طرح گانے گا کر اور غلط طریقے سے اُن کے جذبات اُبھار کر نہیں بلکہ اُن کو دینی غیرت دلا کر، خود مرنے کیلئے آگے قدم بڑھا کر۔

پس اِسلام کی تاریخ میں عورتوں کا ایک مقام ہے۔ جنگ ٹھونسی گئی تو جنگی حالات میں مسلمان عورتوں نے اپنا پورا کردار ادا کیا ورنہ یہ اُن کی زندگی کا مقصد نہیں تھا۔ وہ صحابیات ایسی تھیں جنہوں نے اُس وقت کے ماحول کے مطابق جو نظامِ جماعت تھا اُسکو بہترین مشورے بھی دیئے، اُن صحابیات نے علمی کارنامے بھی انجام دیئے۔ عبادتوں کے معیار بھی قائم کئے۔ اپنے بچوں کی ایسی تربیت بھی کی جس سے اُن میں احساس پیدا ہوا کہ ہم نے مذہب اور قوم کیلئے جان، مال اور وقت اور عزت کو قربان کرنا ہے اور اِسکی قربانی دینی ہے اور اِس کیلئے ہر وقت تیار رہنا ہے۔ پس صرف جنگی اور جاہلانہ مزاج ہونے کی وجہ سے وہ نڈر اور بہادر نہیں تھیں بلکہ ایک مقصد کے حصول کیلئے اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کیلئے اُنہوں نے یہ قدم اُٹھایا۔ اُن کو یہ احساس تھا کہ اپنی ذمہ داری ادا کرنی ہے۔

آج اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد سے تلوار کا جہاد بند ہے تو قلم کے جہاد کا آپؑ نے اعلان فرمایا۔ پھر اِسکے ساتھ، قلم کے جہاد کے ساتھ ساتھ آجکل الیکٹرونک میڈیا ہے۔ مختلف ذرائع ہیں جن کے ذریعہ اِسلام پر حملے کئے جاتے ہیں۔ احمدیت پر حملے کئے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملے کئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم پر حملے کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر حملے کئے جاتے ہیں۔ آج اِن حملوں کی تعداد پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔ تو اِن حملوں کو پسپا کرنے کیلئے جہاں مردوں کو اپنی طاقتیں صرف کرنے کی ضرورت ہے وہاں عورتوں کو بھی اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔ اِنٹرنیٹ اور فیس بک (Facebook) اور مختلف ویب سائٹس میں داخل ہونا اپنے مزے اور وقت گزاری اور فن کیلئے نہ ہو بلکہ ایک درد کے ساتھ جس طرح قرونِ اُولیٰ کی مسلمان عورتوں نے اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کی اور اپنی جان تک اُس مقصد کے حصول کیلئے لڑا دی۔ آج وہ جان لڑانے کا وقت ہے۔ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ دشمن کے ہر حملے کو پاش پاش کرنے کا وقت ہے۔ لڑکیاں اور پڑھی لکھی عورتیں اِس کام کیلئے جماعتی نظام کو اپنے آپ کو پیش کریں۔

جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ بعض مثالیں اِن جہاد کرنے والی عورتوں کی پیش کروں گا۔ ایک مثال جو عام ہے وہ میں نے لی ہے وہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ پتہ لگے کہ کس طرح مستقل طور پر اِسلام کے دفاع کیلئے وہ عورتیں کھڑی ہوتی تھیں۔ توحید کے قیام کیلئے جان کی قربانیاں پیش کرنے کی مثالیں تو آپ نے سن لیں لیکن ایسی مثالیں بھی ہیں جن میں اِسلام کے دفاع اور اُس دین کے دفاع جس نے توحید کا قیام کرنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے اپنی جان لڑانی ہے، اُن کا کیا کام ہے اور کس طرح اُن عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے اپنی جان لڑائی اور کس طرح وہ مضبوط چٹان بن کر کھڑی ہوئیں۔

سب سے پہلے مَیں حضرت اُمّ عمارہ کی مثال لیتا ہوں۔ حضرت اُمّ عمارہ مدینہ کی اُن ابتدائی خوش نصیب عورتوں میں سے تھیں، جنہوں نے مکہّ جا کر بیعتِ عقبہ ثانیہ میں حصہّ لیا تھا۔ اِس خوش نصیب قافلے میں بہتّر مرد اور دو عورتیں تھیں اور اُن میں سے ایک اُمّ عمارہ نصیبہ بنت کعب اور دوسری اُمّ بنی اَسماء بنت عمرو بن عدی تھیں۔ حضرت اُمّ عمارہؓ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ جب مردوں سے بیعت لے لی گئی تو میرے خاوند نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ دو خواتین بھی بیعت کیلئے حاضر ہیں۔ آپؐ نے اِرشاد فرمایا کہ ٹھیک ہے، اِن کی بیعت بھی اُنہی شرائط پر قبول ہے جو ابھی میں نے مردوں سے لی ہیں۔ عورتوں کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر تو بیعت نہیں ہوتی۔ اِن کی بیعت ہوگئی۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، جلد 8، صفحہ 442، ام عمارۃ، مطبوعۃ دار الکتب بیروت 2005ء)

پھر آپؓ کے کارناموں میں ہم دیکھتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں زخمیوں کو پانی پلانے اور مرہم پٹی کرنے کے علاوہ تلوار کے بھی آپؓ نے وہ جوہر دکھلائے کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ رسولِ اقدس ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اُس وقت جس طرف بھی میری نظر اُٹھتی تھی مَیں اپنے دائیں بائیں دیکھتا تھا تو اُمّ عمارہ کو اپنا دفاع کرتے ہوئے مسلسل لڑتا ہوا پاتا تھا۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، جلد 8، صفحہ 442، ام عمارۃ، مطبوعۃ دار الکتب بیروت 2005ء)

حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ غزوۂ اُحد میں ایک ایسا نازک ترین وقت بھی آیا کہ جب مسلمانوں کی ایک جلد بازی کی وجہ سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور مسلمانوں کو پسپا ہونا پڑا۔ کہتی ہیں کہ میں اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں عبد اللہ اور حبیب کے ہمراہ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کیلئے آپؐ کے پاس آ کھڑی ہوئی اور کہتی ہیں کہ ہم ہر طرف سے اِن حملوں کا جواب دینے لگے جو اُس نازک صورتِ حال میں ہو رہے تھے۔ خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ کہتی ہیں میرے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں ڈھال تھی۔ اگر دشمن گھوڑوں پر سوار نہ ہوتے تو ہم اِن میں سے کسی ایک کو بھی زندہ بچ کر نہ جانے دیتے۔ کہتی ہیں کہ گھوڑے پر سوار دشمن نے مُجھ پر تلوار کا وار کیا لیکن مَیں نے اپنی ڈھال پر اُس وار کو روک لیا اور وہ دشمن کچھ نہ کر سکا۔ اور جب وہ پیچھے مڑا تو مَیں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے یک دم اُسکے گھوڑے کی پیٹھ پر تلوار ماری اور اِس زوردار وار کی وجہ سے گھوڑے کی پیٹھ کٹ گئی اور اپنے سوار سمیت وہ نیچے گر گیا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی بلند آواز سے اِن کے بیٹے کو آواز دے کر فرمایا کہ عبد اللہ بن اُمّ عمارہ اپنی والدہ کا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ میرے پاس آیا اور پھر ہم نے اُس دشمن کا کام تمام کیا۔

(کتاب المغازی للواقدی، جلد 1، صفحہ 236، غزوۃ احد، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

اِسی طرح غزوۂ اُحد کا ایک واقعہ اِن کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ جب دشمن کی طرف سے زوردار حملہ ہوا، مجاہدین بکھر گئے۔ مَیں اپنی والدہ کے ہمراہ رسولِ اقدسؐ کے قریب ہوا اور آپؐ پر جس طرف سے بھی کوئی وار ہوتا ہم اُسے روکتے۔ اور اِس جنگ میں حضرت اُمّ عمارہ کے کندھے پر سخت تلوار کا زخم آیا جس میں سے خون بہہ رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کے بیٹے کو ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کے کندھے پر مرہم پٹی کرواؤ اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ تمہارا پورا خاندان بڑا عظیم ہے، اللّٰہم تم پر اپنی رحمت کی بارش برسائے۔ اور ساتھ ہی یہ دُعا بھی دی کہ الٰہی اِس خاندان کو جنت میں میرا رفیق بنا دینا۔ یہ دُعا سن کر اِس خاندان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور وہ پہلے سے زیادہ جوش اور جذبے کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کے دفاع میں مصروف ہو گئے۔

(کتاب المغازی للواقدی، جلد 1، صفحہ 238، غزوۃ احد، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

حضرت اُمّ عمارہ نے اِس جنگ میں یہ دیکھا کہ بیٹے کا ہاتھ بُری طرح زخمی ہے تو اُسکی پٹی کی اور اُسکے بعد کہا کہ بیٹا جاؤ، ہمّت کرو اور دوبارہ دشمن پر حملہ کرو۔ اِن زخموں کی وجہ سے بیٹھ نہیں جانا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اِن کی جرأت کی بڑی تعریف فرمائی۔

(کتاب المغازی للواقدی، جلد 1، صفحہ 237، غزوۃ احد، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

حضرت اُمّ عمارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑی تھیں، تلوار ہاتھ میں تھی تو وہ مشرک دوبارہ سامنے آیا جس نے اِن کے بیٹے کو زخمی کیا تھا تو رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا پھر سامنے آ گیا ہے۔ حضرت اُمّ عمارہ نے اُس کو دیکھتے ہی ایک وار کیا۔ اُسکی ٹانگ کٹ گئی اور جب زمین پر گرا تو باقی مجاہدین نے پھر اُس کو پکڑ لیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس موقع پر اِن کی بڑی تعریف فرمائی۔

(کتاب المغازی للواقدی، جلد 1، صفحہ 237، غزوۃ احد، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود یہ سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مَیں نے غزوۂ اُحد کے دن جب اپنے دائیں بائیں دیکھا تو حضرت اُمّ عمارہ کو اپنے دفاع میں لڑتے ہوئے پایا۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، جلد 8، صفحہ 442، ام عمارۃ، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا کے جسم پر تقریباً بارہ زخم لگے جن میں کندھے کا زخم بہت گہرا تھا جس کا علاج تقریباً ایک سال تک ہوتا رہا۔ حضرت اُمّ عمارہ کے کندھے پر کسی شخص نے تلوار کا جو وار کیا تھا وہ بڑا خطرناک وار تھا۔ اُس سے آپ بے ہوش بھی ہو گئی تھیں۔ لیکن جب ہوش آیا تو پہلا سوال جو آپ نے پوچھا وہ یہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ نہ اپنے بیٹوں کا پوچھا، نہ اپنے خاوند کا پوچھا۔ جب بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح سے محفوظ ہیں تو بے ساختہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

(ماخوذ از کتاب المغازی للواقدی، جلد 1، صفحہ 236، غزوۃ احد، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا غزوۂ حنین اور فتح مکہّ کے علاوہ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں بھی شامل تھیں اور جنگِ یمامہ میں بھی شریک ہوئیں۔ اِس جنگ میں لڑائی کے دوران اِن کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ اِسکے علاوہ بھی جسم پر گیارہ زخم آئے اور اِن کا بیٹا اِس میں شہید ہوا۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، جلد 8، صفحہ 441، ام عمارۃ، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

اُمّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صلح حدیبیہ میں شرکت کی سعادت بھی حاصل کی اور اس سے پہلے جو بیعتِ رضوان لی گئی تھی اُس میں بھی شامل تھیں۔ اور اِس بیعت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس میں شامل سب لوگوں کو جنتی قرار دیا ہے۔

فرماتی ہیں کہ ہم عمرہ ادا کرنے کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ مکہّ معظّمہ کے قریب حدیبیہ مقام پر ہمیں روک لیا گیا۔ قریش نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان مکہّ معظّمہ میں داخل ہوں۔ حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفیر بنا کر مکہّ معظّمہ بھیجا گیا۔ اُن کی واپسی میں تاخیر ہوگئی اور یہ خبر مشہور ہوگئی کہ اُنہیں شہید کر دیا گیا ہے۔ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ کر بیعت لینا شروع کر دی اور آپؐ نے یہ بھی اِرشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت لینے کا حکم دیا ہے۔ کہتی ہیں کہ جس کے پاس کوئی ہتھیار تھا اُس نے وہ تھام لیا۔ چونکہ یہ سفر عمرہ ادا کرنے کی نیّت سے اختیار کیا گیا تھا اس لئے بیشتر افراد کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔ فرماتی ہیں کہ مَیں نے ایک لاٹھی پکڑ لی اور میرے پاس ایک چھری تھی وہ لے لی اور اپنی کمر کے ساتھ اڑس لی تا کہ اگر کوئی دشمن حملہ کرے تو مَیں اُن سے لڑ سکوں۔

(کتاب المغازی للواقدی، جلد 2، صفحہ 91، غزوہ الحدیبیۃ، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غزوہ حنین میں بھی جرأت اور شجاعت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ فرماتی ہیں کہ بنو ہوازن کا ایک شخص اونٹ پر سوار میدان میں جھنڈا

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن باتوں کا ہم سے عہد لیا ہے ان کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی سعی کریں

(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ ڈنمارک 2019)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر قسم کی نفسانی غرضوں کو ایک واقفِ زندگی کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرنی ہوگی اور یہی وقف کی حقیقت ہے

(خطاب بر موقع تقریب تقسیم اسناد جامعہ احمدیہ برطانیہ، کینیڈا، جرمنی 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

لہراتا ہوا داخل ہوا۔ میں نے موقع پاتے ہی اونٹ کے پچھلی جانب زور دار وار کیا جس سے اونٹ لڑکھڑاتا ہوا اپنے سوار سمیت گر پڑا اور اسکے گرتے ہوئے سوار پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ وہ اُٹھ نہ سکا۔

(کتاب المغازی للواقدی، جلد 2، صفحہ 315، غزوۃ حنین، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

اِن کے بیٹے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نمائندہ بنا کر مسیلمہ کذاب کے پاس بھیجا لیکن اُس نے سفارتی آداب کو پامال کرتے ہوئے ایک ستون سے باندھ دیا اور بے ہودہ سوال کرنے کے بعد اُن کا ایک ایک عضو کاٹ کر شہید کر دیا۔

(اسد الغابۃ، جلد اول، صفحہ 504، حبیب بن زید بن عاصم، دارالفکر بیروت 2003ء)

جب اُمّ عمارہ ؓ کو اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر ملی تو کمال صبر اور تحمل سے اِس صدمے کو برداشت کیا۔ اِس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بہت دعائیں دیں۔ جب مسیلمہ کذاب کو قتل کیا گیا تو اُس میں آپ ؓ کا اپنا بازو بھی کٹ گیا تھا لیکن اپنا بازو کٹنے کا آپ ؓ کو اتنا غم نہیں تھا جتنا مسیلمہ کذاب کے واصلِ جہنم ہونے کی خوشی تھی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک روز بہت عمدہ چادریں اُن کے پاس لائی گئیں۔ ایک چادر بہت ہی اچھی قسم کی تھی اور بڑے سائز کی تھی۔ حضرت عمر ؓ کو مشورہ دیا گیا کہ یہ چادر عبداللہ بن عمر کی بیوی صفیہ بنت ابی عبید کو دیدی جائے جو آپ کی بہو تھیں۔ آپ ؓ نے ارشاد فرمایا یہ چادر اُس خاتون کو دی جائے گی جو صفیہ سے کہیں بہتر ہے میں نے اُس خاتون کی تعریف رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے سنی ہے۔ اِسکے بعد یہ چادر اُمّ عمارہ کو عطا کی گئی۔

(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 4، صفحہ 202، غزوۃ احد، ذکر تعظیم اجر رسول اللہ ؐ بما فعل ...... معہ المشرکون، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

آپ ؓ نے بیعت کے بعد صرف جنگیں ہی نہیں کیں بلکہ فوری طور پر مدینہ میں آکر تبلیغ اور تربیت کا بھی بہت کام کیا اور اِس میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ پس اُمّ عمارہ وہ ہیں جنہوں نے جرأت و بہادری کے عجیب نمونے دکھائے ہیں۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیلئے جنگ کی انتہائی خطرناک صورت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد چند مسلمان رہ گئے تھے اپنے خاوند اور بیٹوں کے ساتھ مل کر بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اگر مردوں میں حضرت طلحہ ؓ کی مثال دی جاتی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آنے والا ہر تیر اُحد کے دن اپنے ہاتھ پر روکا تھا اور اُف بھی نہیں کرتا تھا اِس لئے کہ کہیں اُف کرنے سے میرا ہاتھ ہل نہ جائے اور تیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ لگ جائے۔ تو حضرت اُمِّ عمارہ ؓ نے عورتوں کی نمائندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا بھی حق ادا کر دیا۔ یہ سوچ لیا کہ آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ہی میرا سب سے بڑا مقصد ہے۔ میرے بیٹے شہید ہوں۔ میرا خاوند شہید ہو۔ مجھے اپنی جان قربان کرنی پڑے تو میں قربان ہو جاؤں لیکن میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہرحال حفاظت کرنی ہے۔

آج اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمانی وجود ہمارے سامنے نہیں ہے تو آپ ؐ کی ذات اور اِسلام کی تعلیم آج بھی زندہ ہے۔ پس آج ہر عورت کا کام ہے کہ اُمّ عمارہ بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور اِسلام پر لگائے گئے ہر الزام کا جواب دے کر آپ ؐ کی ذات اور اِسلام کی حفاظت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے۔ میں نے ایک اُمّ عمارہ ؓ کی مثال دی ہے۔ اِسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اور بعد میں بھی ایسی خواتین پیدا ہوتی رہی ہیں جنہوں نے دین کی خاطر ہر قربانی کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ جنگ قادسیہ میں بھی مختلف موقعوں پر عورتوں نے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

پس آج جبکہ اِسلام پر دنیا کے ہر کونے سے حملہ ہو رہا ہے اور بدقسمتی سے مسلمان کہلانے والے خود بھی زمانے کے امام کی دشمنی کر کے اِن حملوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ ہمیں ایک اُمِّ عمارہ نہیں بلکہ ہزاروں اُمِّ عمارہ کی ضرورت ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور اِسلام کی حفاظت کرنی ہے۔

نئے ذرائع ابلاغ الیکٹرانک ذرائع کو استعمال کرنا آج کل کی نوجوان نسل کو زیادہ آتا ہے۔ پس نوجوان نسل سے بھی میں کہتا ہوں کہ آگے آئیں اور اِس جہاد میں اُتر جائیں۔ ذاتی خواہشات کو پسِ پشت ڈال دیں۔ جو واقفاتِ نو ہیں اپنے وقفِ نَو کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ جو واقفات نو نہیں ہیں وہ ایک احمدی اور سچا مسلمان ہونے کا حق ادا کریں۔ دین سیکھیں اور دین کو پھیلائیں۔ اپنی ذاتی خواہشات کو بالکل پس پشت کر دیں۔ آج بھی مخالفین کے اعتراض کوئی نئے نہیں ہیں۔ وہی پرانے اعتراض ہیں جو ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ الفاظ کی ردّو بدل کے ساتھ یہ پیش کر دیتے ہیں اور اِن سب کے جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دے دیئے ہوئے ہیں۔ پس ہماری عورتوں اور لڑکیوں کو چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ لصلوٰۃ والسلام کی کتب یا اقتباسات جن کا انگلش میں ترجمہ میسر ہے جن کو اُردو پڑھنی نہیں آتی وہ انگلش میں پڑھیں اور کوشش کریں کہ اِسکے علاوہ بھی علم حاصل کریں اور اُن اعترضات کے جوابات دیں جو آج اِسلام پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہو رہے ہیں اور دشمن کے خلاف ایک ننگی تلوار بن کر کھڑی ہو جائیں۔

پھر مَیں ایک مثال حضرت اُمِّ سلمہ کی جن کا اصلی نام اسماء ؓ ہے پیش کرتا ہوں یہ بیعت رضوان میں شامل تھیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا یہ بیعت تھی جو حضرت عثمان ؓ کے شہید ہونے کی افواہ پر صلح حدیبیہ سے پہلے ہوئی۔ اور یہ وہ بیعت تھی جو جس کا مطلب ہے کہ جس میں شامل لوگوں سے خدا تعالیٰ بھی راضی ہوا کیونکہ آج انہوں نے خدا تعالیٰ کی خاطر ایک نیا عہد کیا تھا۔

حضرت اُمِّ سلمہ کی خصوصیات یہ تھیں۔ اُن میں بڑا صبر تھا۔ بڑا تحمل تھا، ایمان اور توکّل اعلیٰ درجے کا تھا، تقویٰ اور خشیّتِ الٰہی میں ترقی کرنے والی خاتون تھیں۔ عقل و دانش کی پیکر تھیں۔ ہمت بھی اُن میں بڑی تھی۔ بہادر بھی بہت تھیں۔ فصاحت اور بلاغت میں ممتاز مقام اُن کا تھا اور عورتوں میں خطیبۃ النساء کے نام سے معروف تھیں کہ عورتوں کی بہترین مقررہ۔ انہوں نے جنگ میں بھی حصہ لیا۔ جنگِ یرموک میں لاٹھی سے ہی ڈنڈے سے ہی نو رومیوں کو قتل کر دیا۔ گفتگو اِن کی بڑی جچی تلی ہوتی تھی۔ جو بھی اِن کی گفتگو سنتا متأثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ اِن کی گفتگو میں بڑی مٹھاس تھی۔

(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، جلد 8، صفحہ 21-22، اسماء بنت یزید، مطبوعۃ دارالکتب بیروت 2005ء)

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حدیث میں مشہور واقعہ ہم سنتے ہیں جس میں اِنہوں نے عورتوں کے بارے میں سوال کیا تھا کہ اُن کا کیا مقام ہے؟ اِنہوں نے جب حاضر ہو کر کہا کہ آج مَیں عورتوں کی نمائندہ بن کر آپ ؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عورتوں اور مردوں دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہم عورتوں کو بھی آپ ؐ پر ایمان لانے اور آپ ؐ کی پیروی اختیار کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ہم اپنے گھروں میں پابند ہیں۔ اپنے خاوندوں کی خدمت گزاری میں محو رہتی ہیں۔ اَولاد کی پرورش کرنا اور گھر کی دیکھ بھال کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ مرد حضرات جمعہ اور باجماعت نمازیں وغیرہ اور جنازے اور جہاد ہر جگہ شریک ہوتے ہیں اور نیکیوں کی وجہ سے ہم سے زیادہ فضائل حاصل کر لیتے ہیں۔ جب وہ جہاد کیلئے روانہ ہوتے ہیں تو ہم اُن کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ یا رسول اللہ! کیا اجر و ثواب میں ہم بھی اُن کی برابر کی شریک ہیں؟

یہ اندازِ گفتگو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند آیا اور آپ ؐ نے صحابہ سے کہا: کیا کوئی اِس سے بہتر رنگ میں عورتوں کی نمائندگی کر سکتا ہے؟ صحابہ ؓ نے کہا کہ ایسا فصیح بیان تو ہم نے آج تک نہیں سنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ ؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اِن خواتین کو جا کر میرا پیغام سنا دو جن کی نمائندہ بن کر تم یہاں آئی ہو۔ تمہارا اپنے خاوندوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا، اُن کی خوشی کو پیشِ نظر رکھنا اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنا، اللہ تعالیٰ کو اِس قدر پسند ہے کہ وہ ایسی بلند مرتبہ عورت کو وہی اجر و ثواب دیتا ہے جس کا ذکر اِس نے مردوں کیلئے کیا ہے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد 4، صفحہ 350، اسماء بنت یزید الانصاریۃ، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

پس یہ مرد بھی وہ خوش نصیب مرد تھے جو تقویٰ پر چلنے والے تھے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھنے والے تھے جو اپنی بیویوں اور بچوں کے حقوق ادا کرنے والے تھے۔ حضرت اسماء یہ پیغام سن کر خوشی سے واپس آئیں اور عورتوں کو جواب دیا۔ پس یہ تقویٰ پر چلنے والی بیویوں کا بھی رویہ ہے کہ اُن کے سپرد جو کام ہیں، اُن کو وفا سے ادا کرنا۔ اپنے فرائض کو وفا کے ساتھ ادا کرنا۔ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بہترین رنگ میں توجہ دینا۔ لڑکیوں کا کام ہے کہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی دینی تعلیم کی طرف بھی توجہ دینا۔ صرف فیشن ہی پیشِ نظر نہ رہیں۔ ایسی عورتیں ہیں ایسی لڑکیاں ہیں جن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ کو راضی کریں۔ کس طرح اُن عورتوں میں شامل ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا ہے جس سے اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو گیا۔

پھر ایک واقعہ حضرت اُمّ ورقہ ؓ بنت عبداللہ کا ملتا ہے۔ یہ بھی انصاری خواتین میں تھیں۔ قرآن کریم کی حافظ تھیں۔ عالمہ تھیں۔ بڑی مدبرہ تھیں۔ علم و حکمت میں ترقی کرنے والی تھیں۔ عبادت گزار تھیں۔ زہد و تقویٰ میں بڑی ترقی کرنے والی تھیں اور عبادت میں تو اتنی مشہور تھیں کہ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارا کرتی تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت نہایت عمدہ لہجے میں کیا کرتی تھیں۔ قرآن کریم کی آیات پر غور اور تدبر اور سوچ اور فکر ان کی بہت گہری تھی۔

حضرت اُمّ ورقہ انصاریہ کے بارے میں لکھا ہے کہ غزوۂ بدر کیلئے روانگی کا جب اعلان ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت اُمّ ورقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے بھی جنگ میں شرکت کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ مَیں زخمیوں کی مرہم پٹی، پیاسوں کو پانی پلانے کی خدمات سرانجام دوں گی۔ میری دلی تمنّا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کی موت عطا کرے۔

یہ جذبہ اور شوق اور ولولہ دیکھ کر رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے گھر میں رہو اللہ تعالیٰ وہیں شہادت کا مرتبہ عطا کر دے گا۔ یہ پیغام سن کر حضرت اُمّ ورقہ ؓ خوشی خوشی اپنے گھر آئیں۔ اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ آنحضرت ؐ اپنے صحابہ کے ساتھ آپ کے گھر جاتے تھے تو کہتے تھے آؤ آج زندہ شہید کے گھر چلیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات اِس طرح بھی پوری ہوئی کہ اِن کے دو غلام تھے۔ ایک غلام اور ایک لونڈی تھی۔ اُن کو آپ ؓ نے کہا تھا کہ جب مَیں وفات پا جاؤں گی

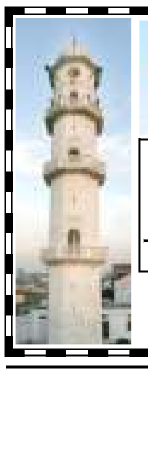
Love for All Hatred for None
99493-56387
99491-46660
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

شعبہ نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

تو مَیں تم لوگوں کو آزاد کر دوں گی۔ اُن دونوں نے مل کے یہ سوچا کہ اِن کی عمر تو پتہ نہیں کتنی ہے! کب تک یہ زندہ رہیں گی اور کب ہمیں آزادی ملے گی!!۔ اُنہوں نے ایک دن موقعہ پا کر رات کو اُن کو شہید کر دیا۔ اِس طرح اپنے گھر میں شہید ہونے کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا وہ بھی پورا ہو گیا۔ بہر حال وہ (دونوں غلام) بعد میں پکڑے گئے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد 4، صفحہ 519، ام ورقہ بنت عبداللہ، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

پھر حضرت فاطمہؓ بنت خطاب ہیں جو اپنے بھائی کی رہنمائی اور ہدایت کا باعث بنیں۔ اُن کے اِسلام لانے کا باعث بنیں۔ بھائی کی سختیوں کے باوجود، بھائی کے ہاتھوں لہولہان ہونے کے باوجود اِسلام کی خوب صورت تعلیم سے ایک انچ بھی ہٹنا گوارا نہیں کیا۔ آخر بھائی کو ہی ہتھیار ڈالنے پڑے اور قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم کو سن کر خود بھی اِسلام کی آغوش میں آ گئے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھیں۔

(ماخوذ از الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، جلد 8، صفحہ 271، فاطمہ بنت خطاب، مطبوعۃ دار الکتب بیروت 2005ء)

غرض کہ اِن صحابیات کے بے شمار واقعات ہیں جنہوں نے دین سے محبت، خدا سے محبت، اللہ تعالیٰ کے رسول سے محبت اور عشق کی داستانیں رقم کی ہیں۔ عبادتوں میں بھی ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کی ہے اور جسمانی جہاد میں بھی بھر پور حصہ لیا ہے۔ مالی قربانیوں میں بھی بھر پور حصہ لیا ہے۔ اپنے بچوں اور خاوندوں کو قربان کروا کر صبر اور حوصلے کے اعلیٰ معیار بھی قائم کئے ہیں۔ تبلیغِ دین میں بھی بھر پور حصہ لیا ہے اور مسائل سیکھنے اور سکھانے میں بھی بھر پور کردار ادا کیا ہے۔

حضرت عائشہؓ ہی تھیں جنہوں نے وہ مقام حاصل کیا کہ نصف دین سکھانے والی بن گئیں۔ غرض ہر میدان میں مسلمان عورت کا ایک کردار ہے۔ اور ان عورتوں نے اپنے بچوں کے دلوں میں دین کی محبت اِس طرح کوٹ کوٹ کر بھر دی کہ وہ ہر قربانی دینے کیلئے تیار ہو گئے۔

پس آج آخرین میں شامل ہونے والی عورتوں نے بھی یہی مثالیں قائم کرنی ہیں۔ تبھی وہ اپنا عہد پورا کرنے والی کہلا سکتی ہیں۔ تبھی وہ اپنے عہد کا حق ادا کرنے والی کہلا سکتی ہیں۔ وہ عورتیں جنہوں نے براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تربیت پائی اُنہوں نے بھی اپنی قربانیوں اور عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اُن کی بھی بہت ساری مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے اِن مثالوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے لئے ایک رہنما اور ٹارگٹ مقرر کرنے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اِس زمانے میں پہلے سے بڑھ کر ہمیں اِس بارے میں کوشش کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی یہ رُوح تو قائم ہے لیکن اِن پر توجہ کیلئے اِس ذکر کی ضرورت رہتی ہے تاکہ ہم میں سے اکثریت یہ قربانیاں کرنے والی اور عبادتیں کرنے والی اور اپنے تقویٰ کے معیار بلند کرنے والی بن جائے۔ کہیں زمانے کے بہاؤ میں بہہ کر، زمانے کی لغویات میں بہہ کر ہماری نسلیں اِس رُوح کو بھول نہ جائیں۔ اِس لئے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم کی گئی تھی تاکہ اس تنظیم کے تحت عورتیں اپنی روحانی تربیت کا بھی سامان کرتی رہیں اور اپنی اَخلاقی تربیت کا بھی سامان کرتی رہیں اور خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنے کیلئے بھی کوششیں کرتی رہیں اور توحید کے قیام کیلئے ہر قربانی دینے کیلئے نہ صرف یہ کہ تیار رہیں بلکہ قربانیاں دیتی چلی جائیں اور اگلی نسلوں میں بھی یہ رُوح پھونکتی چلی جائیں۔

یہ جوش اور جذبہ پاکستان میں آج کل سخت حالات کی وجہ سے اُبھرا تو ہے لیکن یہ باہر کے ملکوں کیلئے عارضی نہیں ہونا چاہئے۔ نہ صرف پاکستانی احمدیوں پر سخت حالات ہیں بلکہ اور بھی بہت سارے ممالک ہیں۔ انڈونیشیا ہے، بنگلہ دیش ہے، بعض عرب کے ممالک ہیں جہاں سخت حالات ہیں۔ وہ تو اِن حالات کی وجہ سے اپنے ایمانوں میں مضبوط ہوتے چلے جا رہے ہیں اور پہلے سے زیادہ بڑھ کر اپنے اخلاص و وفا کے نمونے دکھانے کی کوشش کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اِن لوگوں میں دین میں مضبوطی پیدا ہوئی ہے، دین سے ایک خاص تعلق پیدا ہوا ہے۔ لیکن جو باہر کی رہنے والی ہیں اُن کو بھی اپنی بھر پور کوشش کرنی چاہئے کہ اِس اپنے اخلاص و وفا کے تعلق میں بڑھتی چلی جائیں۔

میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں اور اِس مضمون کے خط مجھے مسلسل آ رہے ہیں کہ پاکستان میں حالات کی خرابی کی وجہ سے عورتوں کو مساجد میں آنا آج کل روکا ہوا ہے۔ اور لجنہ کی تنظیم کی جو acitivities ہیں اُن کو بڑا low profile میں رکھا گیا ہے، بہت محدود کر دیا گیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کیا عورت کی جان مرد سے زیادہ قیمتی ہے؟ کیا عورت کو شہید ہونے کا حق نہیں ہے؟ ہمیں اپنی activities کرنے کی، آزادانہ طور پہ activities کرنے کی آزادی اور اجازت دی جائے اور اِس کے لئے ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ہماری جان بھی جاتی ہے تو چلی جائے۔ بلکہ یہ لکھتی ہیں کہ مرد تو شاید ہمارے سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں کہ وہ گھر کے کمانے والے ہیں۔ لیکن بہرحال عورت کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ اگلی نسلوں کی تربیت گاہ عورت ہی ہے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے اور مَیں اُن عورتوں کو بھی پیغام دیتا ہوں کہ عقل سے چلنا بھی بہت ضروری ہے۔ عورت کی عزت، عصمت اور تقدّس انتہائی ضروری چیز ہے اور مردوں کا کام ہے کہ اُس کی حفاظت کریں۔ اِس لئے ہم یہ احتیاطیں کر رہے ہیں۔ لیکن جب ضرورت پڑے تو پھر عورت کو بھی خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ پھر وہی نمونے دکھانے چاہئیں جو نمونے ہمیں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے دکھائے تھے، اُن صحابیات نے دکھائے تھے یا اِس زمانے میں بھی ہمیں اس کی بعض مثالیں ملتی ہیں۔ مجھے خط آتے ہیں کہ ہم بھی خولہ بن کر دکھائیں گی۔ مجھے خط آتے ہیں کہ ہم بھی اُمّ عمارہ بن کر دکھائیں گی۔ اللہ کرے کہ یہ جذبے ہمیشہ زندہ رہیں لیکن جو احتیاطیں کی جا رہی ہیں اُن کی پابندی بہرحال کرنی ضروری ہے۔

آپ لوگ جو یہاں آزاد رہ رہے ہیں۔ اپنی اِس آزادی کو بھی اِس طریق پر استعمال کریں کہ ہر عورت اور ہر لڑکی یہ سمجھے کہ آج اِسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی ذمہ داری صرف اور صرف میری ہے۔ اور میں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کے ساتھ اِس حفاظت کا حق ادا کرنے کی بھر پور کوشش کرنی ہے۔ اپنے علم اور روحانیت میں اضافہ کرنا ہے اور اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک اِسلام کا جھنڈا تمام دنیا پر نہ گاڑ لوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ دُعا کر لیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 22رجولائی 2011)

......☆......☆......☆......

ملکی رپورٹ

ضلع کٹک، خوردہ و نیا گڑھ میں ایک روزہ ریفریشر کورس کا انعقاد

مورخہ 16 جنوری 2021 بروز ہفتہ ضلع کٹک، خوردہ و نیا گڑھ کا ایک روزہ مشترکہ ریفریشر کورس محمود آباد کیرنگ میں مکرم منور احمد صاحب امیر جماعت کیرنگ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم ادریس خان صاحب آف محمود آباد نے کی۔ بعدہ شاملین نے مکرم امجد خان صاحب ناظم ضلع خوردہ کے ساتھ عہد انصار اللہ دہرایا۔ بعد ازاں شاملین جلسہ نے صدر جلسہ کی معیت میں عہد وفائے خلافت دہرایا۔ نظم مکرم مسعود خان صاحب آف کیرنگ نے پڑھی۔ بعدہ مکرم عبد الحفیظ صاحب مبلغ انچارج خوردہ، مکرم شعیب احمد صاحب نائب ناظر بیت المال آمد اور مکرم رئیس الدین خان صاحب نائب وکیل المال تحریک جدید نے تقریر کی۔

دوسری نشست دو پہر بارہ بجے مکرم نور الدین امین صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ بھارت کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم جلو خان صاحب آف کرڈاپلی نے کی۔ بعدہ مکرم مولوی افتخار احمد صاحب مبلغ سلسلہ کیرنگ اور مکرم شیخ قدوس صاحب زعیم اعلیٰ کیرنگ نے تقریر کی۔ صدارتی خطاب کے بعد مکرم مولوی عطاء المجیب لون صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے بذریعہ زوم میٹ خطاب فرمایا۔ یہ پروگرام کووڈ 19 کے قواعد وضوابط کو ملحوظ رکھ کر منعقد کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے آمین۔

(حلیم احمد، مبلغ انچارج کٹک اُڈیشہ)

ولادت

محترم ایم عرفان احمد شبیر صاحب آف حیدر آباد کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے شادی کے آٹھ سال بعد مورخہ 30 اکتوبر 2020 کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بچے کا نام ”ایم احسان احمد شبیر“ تجویز فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ بچہ مکرم ایم نثار احمد صاحب مرحوم آف سورب کا پوتا اور مکرم اقبال احمد ضمیر صاحب آف فلک نما کا نواسہ ہے۔ بچے کی صحت و تندرستی، نیک صالح خادم دین اور بخت یاور ہونے نیز والدین کے لیے قرۃ العین ہونے کے لیے احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(محمد جاوید، انسپکٹر ہفت روزہ اخبار بدر)

دعائے مغفرت

خاکسار کی خوش دامنہ مکرمہ طاہرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الرشید صاحب مرحوم آف ناگنڈ ساکن دیودرگ ضلع رائچور کرناٹک مورخہ 30 دسمبر 2020 بروز بدھ صبح تین بجے بقضائے الٰہی 88 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ پیدائشی احمدی تھیں۔ آپ نیک دعا گو اور جماعت کے ساتھ گہرا تعلق رکھنے والی خاتون تھیں۔ خلافت سے دلی وابستگی، وفا اور اطاعت کا تعلق تھا۔ خدمت دین میں کبھی پیچھے نہیں رہتی تھیں بلکہ بڑھ چڑھ کر کام کرنے کی عادی تھیں۔ اپنے محلے کے چھوٹے بچوں کو دینی تعلیم اور قاعدہ یسرنا القرآن اور بڑوں کو قرآن شریف پڑھایا کرتی تھیں۔

پسماندگان میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل عطا کرے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے آمین۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، آمین۔

(عبد المجید اُستاد تیما پوری)

NISHA LEATHER

Specialist in :

Leather Belts, Ladies & Gents Bag

Jackets, Wallets, etc

WHOLE SALE & RETAILER

19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087

(Beside Austin Car Showroom)

Contact No : 2249-7133

طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

طالب دعا:

اقبال احمد ضمیر

فلک نما، حیدر آباد

(تلنگانہ)

MUZAMMIL AHMED

Mobile: +91 99483 70069

konarknursery@gmail.com

www.facebook.com/konarknursery

www.konarknursery.com

Plants for Seasons & Reasons...

Cactus . Succulents . Seeds

Landscaping - Rental Plants - Exports - Imports

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور خلیفہ راشد حضرت علیؓ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 4/دسمبر 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت علیؓ کی مواخات کے متعلق کیا روایت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دو مرتبہ اپنا بھائی قرار دیا۔ دونوں مرتبہ حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

سوال آنحضرتؐ نے اپنے علاوہ حضرت علیؓ کی کس سے مواخات قائم فرمائی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک روایت کے مطابق رسول اللہؐ نے حضرت علی بن ابو طالبؓ اور حضرت سھل بن حُنَیفؓ کے درمیان مؤاخات کا رشتہ قائم کیا۔

سوال پہلی مواخات کب ہوئی تھی اور اس میں کن صحابہ کو بھائی بھائی بنایا گیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پہلی مرتبہ ہجرت سے قبل مکّے میں، مہاجرین میں مؤاخات ہوئی، جن میں آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان، حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے درمیان، حضرت زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے درمیان اور حضرت علیؓ اور اپنے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔

سوال دوسری مواخات کب ہوئی تھی اور اس میں کتنے صحابہؓ کو بھائی بھائی بنایا گیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب آپؐ مدینہ تشریف لائے تو مہاجرین اور انصار کے درمیان حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں مؤاخات قائم فرمائی۔ آپؐ نے سو صحابہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔

سوال حضرت علیؓ کن کن غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ غزوۂ بدر سمیت تمام غزوات میں رسول اللہؐ کے ساتھ شامل ہوئے سوائے غزوۂ تبوک کے۔ غزوہ تبوک میں رسول اللہؐ نے ان کو اہل وعیال کی نگہداشت کے لیے مقرر فرمایا تھا۔

سوال آنحضرتؐ نے کن دو لوگوں کو بد بخت ترین آدمی قرار دیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوہ ذوالعُشیرہ کے موقع پر حضرت علیؓ ایک جگہ کچھ آرام کرنے کی غرض سے لیٹے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے آپ کو اُٹھایا اور فرمایا کہ کیا میں تمہیں دو بد بخت ترین آدمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں۔ پھر آپؐ نے فرمایا پہلا شخص قوم ثمود کا اُحَیمِر تھا جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹی تھیں اور دوسرا شخص وہ ہے جو اے علی! تمہارے سر پر وار کرے گا یہاں تک کہ خون سے یہ داڑھی تر ہو جائے گی۔

سوال غزوہ بَدرُ الاُولیٰ کب اور کس وجہ سے ہوا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوۂ بَدرُ الاُولیٰ جُمادَی الآخر 2/ہجری میں ہوا تھا۔ ابھی غزوۂ عُشیرہ کو چند دن ہی ہوئے تھے کہ مکہ کے ایک رئیس کُرزْ بن جابِر فِہری نے کمال ہوشیاری سے مدینہ کی چراگاہ پر اچانک حملہ کیا اور مسلمانوں کے اونٹ وغیرہ لوٹ کر جاتا رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی تو آپ فوراً مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اسکے تعاقب میں نکلے مگر وہ بچ کر نکل گیا۔

سوال غزوہ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کن صحابہؓ کو مشرکین کی خبر لینے کے لیے بھیجا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: غزوۂ بدر میں آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت بسبس بن عَمروؓ کو مشرکین کی خبر دریافت کرنے کیلئے بدر کے چشمہ پر بھیجا۔ انہوں نے قریش کے چند لوگوں کو پکڑ کر رسول اللہؐ کی خدمت میں پیش کیا۔

سوال غزوہ بدر میں حضرت علیؓ حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ کا مقابلہ کن کفار سے ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ کا مقابلہ ولید بن عتبہ سے ہوا اور حضرت علیؓ نے اسے قتل کر دیا۔ پھر عُتبہ کھڑا ہوا اور اسکے مقابل میں حضرت حمزہؓ نکلے۔ حضرت حمزہؓ نے اسے قتل کر دیا۔ پھر شَیبہ کھڑا ہوا اور اس کے مقابل پر حضرت عبیدہ بن حارِثؓ نکلے۔ شَیبہ نے حضرت عبیدہؓ کی ٹانگ پر تلوار کا کنارا مارا جو آپ کی پنڈلی کے گوشت میں لگا اور اس کو چیر دیا۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے شَیبہ پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔

سوال جنگ بدر میں حضرت علیؓ اور حضرت ابو بکرؓ کے دائیں جانب کون سے فرشتے کھڑے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے غزوۂ بدر کے موقعے پر ان سے اور حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک کے دائیں جانب حضرت جبرئیل ہیں اور دوسرے کے دائیں جانب حضرت میکائیل ہیں۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غزوہ بدر کے موقع پر نہایت گریہ وزاری سے کیا دعا کر رہے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے لڑتے ہوئے آنحضرتؐ کا خیال آتا تھا تو میں آپؐ کی طرف بھاگ جاتا تھا۔ جب بھی میں گیا میں نے آپؐ کو سجدہ میں گڑگڑاتے ہوئے پایا۔ اور میں نے سنا کہ آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔

سوال حضرت علیؓ کی حضرت فاطمہؓ سے شادی کب اور کیسے ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ کی حضرت فاطمہؓ سے شادی 2/ہجری میں ہوئی۔ حضرت علیؓ نے رسول اللہؐ کی خدمت میں حضرت فاطمہؓ سے عقد کی درخواست کی جسے حضورؐ نے بخوشی قبول فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کیا تمہارے پاس مہر کیلئے کچھ ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ میرا گھوڑا اور میری زرہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: گھوڑا تو تمہارے لیے ضروری ہے البتہ اپنی زرہ کو بیچ دو۔ چنانچہ آپ نے اپنی زرہ کو چار سو اسّی درہم میں بیچ کر حق مہر کی رقم کا انتظام کیا۔

سوال حضور انور نے حق مہر کی ادائیگی کے متعلق افراد جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: لوگ یہ کہتے ہیں کہ حق مہر رکھ لو جو ہوگا بعد میں دیکھی جائے گی۔ جبکہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حق مہر کیلئے پہلے انتظام کرو۔ بعض لوگ مجھے لکھ دیتے ہیں کہ عورتیں حق مہر کا پہلے مطالبہ کر لیتی ہیں حالانکہ ہم ہنسی خوشی رہ رہے ہیں۔ مطالبہ کر دیتی ہیں تو یہ ان کا حق ہے۔ یہ تو اسی وقت دینا چاہیے، اور پھر طلاق خلع کے وقت تو یہ ادا ہونا چاہیے حالانکہ حق مہر کا طلاق اور خلع سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوال حضرت علیؓ نے اپنی زرہ کس کو بیچی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ نے یہ زرہ حضرت عثمانؓ کو بیچی۔ حضرت عثمانؓ نے زرہ کی قیمت بھی ادا کر دی اور زرہ بھی واپس کر دی۔

سوال آنحضرتؐ نے حضرت فاطمہؓ کے لیے کیا جہیز تیار کروایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں وہ رقم لے کر آیا اور نبی کریمؐ کی گود میں رکھ دی۔ آپؐ نے اس میں سے مٹھی بھر بلال کو دیتے ہوئے فرمایا اس سے کچھ خوشبو خرید لاؤ اور کچھ لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ حضرت فاطمہؓ کا جہیز تیار کرو۔ حضرت فاطمہؓ کیلئے ایک چارپائی، چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی تیار کیا گیا۔

سوال رخصتی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کو کیا دعا دی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپ نے دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اے اللہ! اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

سوال حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ نے حضرت فاطمہؓ کا گھر کس طرح تیار کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ نے بیان فرمایا کہ ہم فاطمہؓ کے گھر کو بطحا کے نواح کی نرم مٹی سے لیپا۔ پھر کھجور کے ریشوں سے دو تکیے بھرے۔ ہم نے اس کو اپنے ہاتھوں سے دھنا۔ پھر ہم نے کھجور اور منقہ کھانے کیلئے اور میٹھا پانی پینے کیلئے رکھا اور ایک لکڑی لی اور اس کو کمرے میں ایک طرف لگا دیا تا کہ اس پر کپڑے وغیرہ لٹکائے جاسکیں اور اس پر مشکیزہ لٹکایا جائے۔

سوال حضرت فاطمہؓ کی دعوت ولیمہ میں کیا کھانا تیار ہوا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ہم نے حضرت فاطمہؓ کی شادی سے اچھی کوئی شادی نہیں دیکھی۔ دعوت ولیمہ کھجور، جَو، پنیر اور حَیس پر مشتمل تھا۔ حَیس اس کھانے کو کہتے ہیں جو کھجور اور گھی اور پنیر وغیرہ سے ملا کے بنایا جاتا ہے۔ اس زمانے میں اس دعوت ولیمہ سے بہتر کوئی ولیمہ نہیں ہوا۔

سوال حضرت فاطمہؓ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خادم مانگا تو آپ نے انہیں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ کیا میں تم کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں جو تم نے مانگا ہے وہ یہ ہے کہ جب تم دونوں اپنے بستروں پر لیٹو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کہو، تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہو اور تینتیس دفعہ الحمد للہ کہو۔ یہ تم دونوں کے لیے خادم سے زیادہ بہتر ہے۔

سوال خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے افراد جماعت کو کن دعاؤں کی طرف توجہ دلائی؟

جواب حضور انور نے پاکستان میں بسنے والے احمدی احباب کے ہر شر سے محفوظ رہنے کے لیے دعا کی طرف توجہ دلائی اور دعا کی اللہ تعالیٰ مخالفین کی پکڑ کے جلد سامان کرے۔

☆......☆......☆

رمضان المبارک کے آخری عشرہ اور لیلۃ القدر کی اہمیت وفضیلت کا پر معارف بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 14/نومبر 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے آغاز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کون سی آیات تلاوت فرمائیں؟

جواب حضور انور نے سورۃ القدر، اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۝ وَمَاۤ اَدۡرٰٮکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۝ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ۝ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۝ سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ تلاوت فرمائی۔

سوال حضور انور نے ان آیات کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ان آیات کا ترجمہ یہ ہے یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا ہے۔ اور تجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے۔ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ بکثرت نازل ہوتے ہیں اُس میں فرشتے اور روح القدس اپنے ربّ کے حکم سے۔ ہر معاملہ میں۔ سلام ہے۔ یہ (سلسلہ) طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کی رات کی کیا اہمیت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: یہ سورۃ جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اس آخری عشرہ میں دعاؤں کی طرف توجہ دلانے کے لئے ایک ایسی رات کا بھی ذکر کیا ہے جو اگر میسر آجائے تو بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ شخص جس کو یہ رات مل گئی۔ کیونکہ اس رات میں جو دعائیں بھی مانگی جائیں گی وہ قبولیت کا درجہ پائیں گے۔

سوال حضور انور نے لیلۃ القدر کے کیا معنی بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس کے اور بھی وسیع معانی اور مضامین ہیں۔ اس میں قرآن کریم نازل ہوا، جو شریعت کی آخری اور مکمل کتاب ہے۔ جس سے یہی مراد ہے کہ ایک لمبے تاریک زمانے کے بعد ایک ایسا نبی مبعوث ہوا جس پر اللہ تعالیٰ نے آخری شرعی کتاب نازل فرمائی اور دین کامل کیا۔ اور اپنی تمام تر نعمتیں اس نبی کو جسے خاتم الانبیاء ٹھہرایا عطا فرمائیں۔

سوال اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماننے والوں کو کیا خوشخبری عطا فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری بھی آنحضرتؐ کے ماننے والوں کو دی کہ قیامت تک اس نبیؐ کی شریعت ہی ہدایت کا راستہ دکھانے کے لئے جاری رہے گی۔ پھر جب دین میں بگاڑ پیدا ہوگا تو مجددین کا سلسلہ چلتا رہے گا جو خاتم النبیین کی شریعت کو مسلمانوں میں رائج کرتے رہیں گے۔ اور پھر آپؐ نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ ایک لمبے عرصہ کے بعد امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور بھی ہوگا۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے لیلۃ القدر کی کیا علامات بیان فرمائی ہیں؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ بعض احادیث میں یہ آتا ہے کہ کچھ بجلی چمکتی ہے، ہوا ہوتی ہے اور ترشّح ہوتا ہے، ایک نور آسمان کی طرف جاتا یا آتا نظر آتا ہے۔ مگر اوّل الذکر علامات ضروری نہیں۔ آخری علامت نُور دیکھنے کی صلحاء کے تجربہ میں آئی ہے۔ یہ ایک کشفی نظارہ ہے۔ خود مَیں نے بھی اس کا تجربہ کیا ہے۔ اصل طریقہ یہی

ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ سے سارے رمضان میں دعائیں کرتا رہے اور اخلاص سے روزے رکھے، پھر اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی رنگ میں اس پر لیلۃ القدر کا اظہار کر دیتا ہے۔

سوال آنحضرت ﷺ نے لیلۃ القدر کا بڑا حصہ پانے والا کسے قرار دیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کے شروع سے آخر تک تمام نمازیں باجماعت ادا کیں تو اس نے لیلۃ القدر کا بہت بڑا حصہ پا لیا۔ گویا صرف آخری دنوں میں تلاش نہ کریں بلکہ سارے رمضان میں پوری عبادات بجالائیں۔

سوال آنحضرت ﷺ نے ماہ رمضان کی کیا برکات بیان فرمائی ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کا مہینہ ایک بابرکت مہینہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو اُس کی خیر سے محروم کیا گیا وہ محروم کر دیا گیا۔

سوال حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کی ماہ رمضان کی عبادتوں کا کن الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ عبادت میں اتنی کوشش فرماتے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہ آتی۔ پھر جب نبی ﷺ آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمرِ ہمت کَس لیتے، اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور گھر والوں کو بیدار فرماتے۔ جب آپؐ بیمار ہوتے یا جسم میں سستی محسوس کرتے تھے تو بیٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے۔

سوال آنحضرت ﷺ نے لیلۃ القدر کی تلاش کرنے کے متعلق کیا ارشاد فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے بیسویں رمضان کی صبح فرمایا کہ مجھے لیلۃ القدر کی خبر دی گئی تھی مگر مَیں اُسے بھول گیا ہوں اس لئے اب تم آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں اس کی تلاش کرو۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے رمضان کی کون سی رات کو لیلۃ القدر قرار دیا ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی ایک روایت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر رمضان کی ستائیسویں رات جمعہ کی رات ہو تو وہ خدا کے فضل سے بالعموم لیلۃ القدر ہوتی ہے۔

سوال لیلۃ القدر کی رات کو قیام کرنے والوں کو آنحضور ﷺ نے کیا بشارت عطا فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ‘۔ جو رمضان المبارک میں لیلۃ القدر کی رات ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے نفس کے محاسبہ کی خاطر عبادت کرے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

سوال اس حدیث مبارکہ میں کون سی دو اہم باتیں بیان ہوئی ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس حدیث میں دو بڑی اہم باتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی یہ کہ ایمان کی حالت میں اور دوسری یہ کہ نفس کے محاسبہ کے لئے عبادت بجالائی جائے۔ اگر اس پر غور کیا جائے تو اصل ایمان کی حالت تو وہ ہے جب مکمل یقین کے ساتھ انسان کو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر ایمان ہو۔

سوال آنحضرت ﷺ نے آخری عشرہ میں کیا دعائیں پڑھنے کی تلقین فرمائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: عمل کے لحاظ سے آخری عشرہ سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے نزدیک عظمت والے اور محبوب کوئی دن نہیں۔ ان ایام میں تہلیل یعنی لا الٰہ الا اللہ کہنا، اللہ تعالیٰ کی بندگی پوری طرح اختیار کرنا اور تکبیر کہنا اور تحمید کہنا، اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا بکثرت اختیار کرو۔

سوال آنحضرت ﷺ نے رمضان کی تینوں عشروں کی کیا خصوصیات بیان فرمائی ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سلمانؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا هُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّآخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ۔ وہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے اور درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے۔

سوال آنحضرت ﷺ نے لیلۃ القدر کی رات کیا دعا کرنے کی تلقین فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر مجھے علم ہو جائے کہ کون سی رات لیلۃ القدر ہے تو مَیں اس میں کیا دعا کروں۔ فرمایا کہ تُو یہ دعا کر کہ: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔ اے اللہ تو بہت معاف کرنے والا اور معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے بھی بخش دے اور معاف فرمادے۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس رات میں تلاش کرنے کی کیا حکمت بیان کی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں چھپا دیا ہے تا کہ اس کا قیام ایک رسم ہو کر نہ رہ جائے جسے اسلام ناپسند کرتا ہے۔ اب جو چاہے رمضان کی آخری راتوں میں سے تلاش کرسکتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو دس راتوں میں تلاش کرے گا اُس کے دل میں دین کی محبت پیدا ہو جائے گی اور اُس سے یہ اُمید کی جاسکے گی کہ پہلی غلطیوں کو چھوڑ کر پورے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف جھک جائے اور کسی وقت اس کی ہر رات ہی لیلۃ القدر ہو جائے گی۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے لیلۃ القدر کے کیا معنی بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک معنے اس کے یہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو ایسی رات میں اتارا ہے کہ تاریک و تار تھی اور وہ اس مصلح کی خواہاں تھی۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ پھر جب انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ تاریکی میں پڑا رہے۔ ایسے ہی زمانے میں بالطبع اس کی ذات جوش مارتی ہے کہ کوئی مصلح پیدا ہو۔

سوال خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے کیا دعا کی؟

جواب حضور انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عشرہ سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور جن مقاصد کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے ان مقاصد کو پورے ہوتے ہوئے ہم اپنی زندگیوں میں دیکھ سکیں۔

......☆......☆......☆......

ہمیشہ یہ یاد رکھنا ہوگا کہ ہر احمدی کے چہرہ کے پیچھے احمدیت کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اور اسلام کی عزت ہے

آپ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے مطیع و فرمانبردار رہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی زندگیوں میں حقیقی تبدیلی لائے جو نیکی، تقویٰ اور اسلام اور بنی نوع انسان کی خدمت میں بڑھانے والی ہو

جلسہ سالانہ یوگنڈا 2020ء کے موقع پر سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خصوصی پیغام کا اردو مفہوم

پیارے ممبران احمدیہ مسلم جماعت یوگنڈا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے خوشی ہے کہ آپ اپنا 32واں جلسہ سالانہ 10، 11 اور 12 رجنوری 2020ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو اعلیٰ کامیابی سے نوازے۔ اللہ کرے کہ تمام شاملین اس سے اعلیٰ روحانی فیض حاصل کرنے والے ہوں اور بھلائی، نیکی و تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں۔

آپ کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتوں اور نعمتوں میں سے ایک جلسہ سالانہ کا قیام ہے۔ یہ اس لیے ہے کیونکہ یہ منفرد اجتماع ہمیں اپنے روحانی اور اخلاقی معیاروں کو بہتر کرنے، دلوں کو پاک کرنے اور اپنے علم کو بڑھانے کے مواقع فراہم کرتا ہے تا کہ ہم تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں اور اس طرح زیادہ بہتر رنگ میں خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔

جلسے کے دنوں کے دوران آپ کو دنیا کی محبت بکلی چھوڑ کر خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ترجیح دینے اور اپنے خالق کو پانے کی کوشش کرنی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے لوگوں سے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے جو اِس نیت سے جلسہ میں شامل نہیں ہوتے اور پھر اس کے مطابق اپنے اعمال کی بھی اصلاح نہیں کرتے۔ چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کیلئے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علّت غائی جس کیلئے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاح خلق اللہ ہے۔‘‘ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 395)

پس میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ جلسہ کی کارروائی کے دوران، وقفوں میں اور راتوں کو کثرت سے اللہ کو یاد کریں اور دعائیں کریں۔ اور یہ عہد کریں ’’اے اللہ! ہم اس جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں، جس کا قیام نیک ارادوں کے تحت، تیری خاص نصرت اور علم سے ہوا ہے۔ ہم اس جلسہ میں اس غرض سے شامل ہو رہے ہیں تا کہ تیری رضا پاسکیں، تیرے ذکر میں بڑھنے والے ہوں اور تیری محبت حاصل کر سکیں۔ ہمیں وہ تمام برکات عطا فرما جنہیں تو نے اس جلسہ سے وابستہ کر رکھا ہے۔ اور ہمارے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کر دے جس کا تو نے ارادہ کیا اور جس کے لیے تو نے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خادم کو اس دنیا میں بھیجا تا کہ ہم حقیقی رنگ میں اسکی بیعت کر سکیں۔‘‘

جلسہ کے ان تین دنوں کے بعد آپ کو دنیاوی معاملات کی طرف لوٹنا ہوگا۔ تاہم، جلسہ میں شامل ہونا آپ کیلئے تب ہی فائدہ مند ہوسکتا ہے اگر دین کو دنیا پر مقدم کرتے چلے جائیں گے۔ ہر حال میں دین کو ترجیح دینی ہوگی اور ہمیشہ یہ یاد رکھنا ہوگا کہ ہر احمدی کے چہرہ کے پیچھے احمدیت کی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اور اسلام کی عزت ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے جلسہ کو بے شمار کامیابیوں سے نوازے اور آپ سب کو اسکی کارروائی سے مکمل طور پر فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپکو بیعت کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آپ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے مطیع و فرمانبردار رہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی زندگیوں میں حقیقی تبدیلی لائے جو نیکی، تقویٰ اور اسلام اور بنی نوع انسان کی خدمت میں بڑھانے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔

والسلام خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 24 رجنوری 2020)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 4 - February - 2021 Issue. 5

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29؍جنوری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غزوات میں شمولیت کا ذکر کرتا ہوں۔ حضرت عثمان غزوہ بدر میں شامل نہیں ہو سکے تھے کیونکہ آپکی زوجہ حضرت رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت بیمار تھیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ انکی تیمارداری کیلئے مدینہ میں ٹھہریں اور ان کو بدر میں شامل ہونے والوں کی طرح ہی قرار دیا۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کیلئے بدر میں شامل ہونے والوں کی طرح مال غنیمت میں اور اجر میں حصہ مقرر فرمایا۔

غزوہ غطفان 3 ہجری میں ہوا۔ اس کیلئے نجد کے علاقے کی طرف نکلتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو مدینہ کا امیر مقرر فرمایا تو اس لحاظ سے آپ اس میں بھی شامل نہیں ہوئے۔ اس غزوہ کی تفصیل حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ: بنو غطفان کے بعض قبائل یعنی بنو ثعلبہ اور بنو محارب کے لوگ اپنے ایک نامور جنگجو کی تحریک پر مدینہ پر اچانک حملہ کرنے کی نیت سے نجد کے ایک مقام ذی امر میں جمع ہونے شروع ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساڑھے چار سو صحابہ کی جماعت کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ سے نکلے اور تیزی کے ساتھ کوچ کرتے ہوئے ذی امر کے قریب پہنچ گئے۔ دشمن کو آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس نے جھٹ پٹ آس پاس کی پہاڑیوں پر چڑھ کر اپنے آپ کو محفوظ کرلیا اور مسلمان ذی امر میں پہنچے تو میدان خالی تھا۔ ناچار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپسی کا حکم دینا پڑا۔

غزوہ احد جو شوال تین ہجری میں ہوا تھا، حضرت عثمان اس میں شریک ہوئے تھے۔ دوران جنگ صحابہ کا ایک گروہ ایسا تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر میدان سے ادھر ادھر ہو گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی خبر سے مسلمانوں کے رہے سہے اوسان بھی جاتے رہے اور انکی جمعیت بالکل منتشر ہو گئی۔ اس وقت مسلمان تین حصوں میں منقسم تھے۔ ایک گروہ وہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر منتشر ہو گیا تھا مگر یہ گروہ سب سے تھوڑا تھا۔ ان لوگوں میں حضرت عثمان بن عفان بھی شامل تھے مگر جیسا کہ قرآن شریف میں ذکر آتا ہے اس وقت کے خاص حالات اور ان لوگوں کے دلی ایمان اور اخلاص کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔ دوسرے گروہ میں وہ لوگ تھے جو بھاگے منتشر تو نہیں ہوئے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر یا تو ہمت ہار بیٹھے تھے اور یا اب لڑنے کو بیکار سمجھتے تھے اور اس لئے میدان سے ایک طرف ہٹ کر سرنگوں ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ تیسرا گروہ وہ تھا جو برابر لڑ رہا تھا۔ ان میں سے کچھ تو وہ لوگ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد جمع تھے اور بے نظیر جان نثاری کے جوہر دکھا رہے تھے اور اکثر وہ تھے جو میدان جنگ میں منتشر طور پر لڑ رہے تھے۔

بہرحال یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان مایوس ہو کے یا کسی اَور وجہ سے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کے وہاں سے چلے گئے تھے اور اس طرح مایوس ہو کر بیٹھنے والوں میں حضرت عمر کا بھی ذکر آتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اب میں بیان کرتا ہوں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جو سفارت کاری ہوئی اور بیعت رضوان ہوئی اس میں حضرت عثمان کا کردار کیا تھا اور آپ کے بارے میں کیا واقعات ملتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رؤیا دیکھا کہ آپ اور آپ کے صحابہ امن کے ساتھ اپنے سروں کو منڈائے ہوئے اور بال چھوٹے کئے ہوئے بیت اللہ میں داخل ہو رہے ہیں اس رؤیا کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذوالقعدہ چھ ہجری میں اپنے چودہ سو اصحاب کے ہمراہ عمرے کی ادائیگی کیلئے مدینہ سے نکلے۔ حدیبیہ کے مقام پر آپ نے پڑاؤ کیا۔ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمرے کی ادائیگی سے روکا۔ فریقین کے درمیان جب سفارت کاری کا آغاز ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کے جوش وخروش کا حال سنا تو آپ نے فرمایا کسی ایسے بااثر شخص کو مکہ میں بھجوایا جائے جو مکہ ہی کا رہنے والا ہو اور قریش کے کسی معزز قبیلے سے تعلق رکھتا ہو۔ چنانچہ حضرت عثمان ؓ کو اس مقصد کیلئے بھجوایا گیا۔

حضور انور نے اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا: قریش میں اس وقت ایک سخت انتشار کی کیفیت پیدا ہو رہی تھی اور لوگوں کی دو پارٹیاں بن گئی تھیں۔ ایک پارٹی بہرصورت مسلمانوں کو واپس لوٹانے پر مصر تھی اور مقابلہ کے خیالات پر سختی سے قائم تھی مگر دوسری پارٹی اسے اپنی قدیم مذہبی روایات کے خلاف پا کر خوف زدہ ہو رہی تھی اور کسی باعزت سمجھوتہ کی متمنی تھی اس لئے فیصلہ معلق چلا جا رہا تھا۔ قریش مکہ نے اپنے جوش میں اندھے ہو کر اس بات کا بھی ارادہ کیا کہ اب جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ مکہ سے اس قدر قریب ہیں تو ان پر حملہ کر کے جہاں تک ممکن ہو نقصان پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس غرض کیلئے انہوں نے چالیس پچاس آدمیوں کی ایک پارٹی حدیبیہ کی طرف روانہ کی اور ان لوگوں کو ہدایت دی کہ اسلامی کیمپ کے اردگرد گھومتے ہوئے تاک میں رہیں اور موقع پا کر مسلمانوں کا نقصان کرتے رہیں۔ اس موقع پر قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کی بھی سازش کی تھی مگر بہرحال خدا کے فضل سے مسلمان اپنی جگہ ہوشیار تھے۔ چنانچہ قریش کی اس سازش کا راز کھل گیا اور یہ سب کے سب گرفتار کر لئے گئے۔

بہرحال جب ہم ان تمام حالات اور اس پس منظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسلسل صبر اور حوصلہ اور امن کی کوشش کو دیکھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ ایک ایسا صبر اور امن کی کوشش ہے جس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی۔ آپ مسلسل اس کوشش میں تھے کہ امن کی صورت پیدا ہو۔ ان حالات میں بھی آپ نے مصالحت کی کوشش چھوڑی نہیں بلکہ آپ نے حضرت عمر بن الخطاب سے فرمایا کہ بہتر ہوگا کہ آپ مکہ میں جائیں اور مسلمانوں کی طرف سے سفارت کا فرض سرانجام دیں۔ حضرت عمر نے عرض کیا کہ اس خدمت کیلئے عثمان بن عفان کو چنا جائے جن کا قبیلہ بنو امیہ اس وقت بہت بااثر ہے اور مکہ والے عثمان کے خلاف شرارت کی جرأت نہیں کر سکتے اور کامیابی کی زیادہ امید ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مشورہ کو پسند فرمایا اور حضرت عثمان سے ارشاد فرمایا کہ وہ مکہ جائیں اور قریش کو مسلمانوں کے پرامن ارادوں اور عمرہ کی نیت سے آگاہ کریں اور آپ نے حضرت عثمان کو اپنی طرف سے ایک تحریر بھی لکھ کر دی جو رؤسائے قریش کے نام تھی۔ اس تحریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آنے کی غرض بیان کی اور قریش کو یقین دلایا کہ ہماری نیت صرف ایک عبادت کا بجا لانا ہے اور ہم پرامن صورت میں عمرہ بجا لا کر واپس چلے جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان سے یہ بھی فرمایا کہ مکہ میں جو کمزور مسلمان ہیں انہیں بھی ملنے کی کوشش کرنا اور ان کی ہمت بڑھانا اور کہنا کہ ذرا اور صبر سے کام لیں خدا عنقریب کامیابی کا دروازہ کھولنے والا ہے۔ یہ پیغام لے کر حضرت عثمان مکہ میں گئے اور ابوسفیان سے مل کر اہل مکہ کے ایک عام مجمع میں پیش ہوئے۔ اس مجمع میں حضرت عثمان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر پیش کی مگر باوجود اسکے سب لوگ اپنی اس ضد پر قائم رہے کہ بہرحال مسلمان اس سال مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ حضرت عثمان کے زور دینے پر قریش نے کہا کہ اگر تمہیں زیادہ شوق ہے تو ہم تم کو ذاتی طور پر طواف بیت اللہ کا موقع دے دیتے ہیں۔ حضرت عثمان نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مکہ سے باہر روکے جائیں اور میں طواف کروں؟ مگر قریش نے کسی طرح نہ مانا اور بالآخر حضرت عثمان مایوس ہو کر واپس آنے کی تیاری کرنے لگے۔ اس موقع پر مکہ کے شریر لوگوں کو یہ شرارت سوجھی کہ انہوں نے حضرت عثمان اور ان کے ساتھیوں کو مکہ میں روک لیا۔ اس پر مسلمانوں میں یہ افواہ مشہور ہوئی کہ اہل مکہ نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا ہے۔

جب یہ خبر حدیبیہ میں پہنچی تو مسلمانوں میں سخت جوش پیدا ہوا کیونکہ عثمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد اور معزز ترین صحابہ میں سے تھے اور مکہ میں بطور اسلامی سفیر کے گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً تمام مسلمانوں میں اعلان کر کے انہیں ایک ببول کے درخت کے نیچے جمع کیا اور فرمایا کہ اگر یہ اطلاع درست ہے تو خدا کی قسم ہم اس جگہ سے اس وقت تک نہیں ٹلیں گے کہ عثمان کا بدلہ نہ لے لیں۔ پھر آپ نے صحابہ سے فرمایا آؤ اور میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ عہد کرو کہ تم میں سے کوئی شخص پیٹھ نہیں دکھائے گا اور اپنی جان پر کھیل جائے گا مگر کسی حال میں اپنی جگہ نہیں چھوڑے گا۔ اس اعلان پر صحابہ بیعت کیلئے اس طرح لپکے کہ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ جب بیعت ہو رہی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے کیونکہ اگر وہ یہاں ہوتا تو اس مقدس سودے میں کسی سے پیچھے نہ رہتا لیکن اس وقت وہ خدا اور اس کے رسول کے کام میں مصروف ہے۔

اسلامی تاریخ میں یہ بیعت بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے یعنی وہ بیعت جس میں مسلمانوں نے خدا کی کامل رضامندی کا انعام حاصل کیا۔ قرآن شریف نے بھی اس بیعت کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ عَلَیۡہِمۡ وَاَثَابَہُمۡ فَتۡحًا قَرِیۡبًا یعنی اللہ تعالیٰ خوش ہو گیا مسلمانوں سے جب کہ اے رسول وہ ایک درخت کے نیچے تیری بیعت کر رہے تھے کیونکہ اس بیعت سے ان کے دلوں کا مخفی اخلاص خدا کے ظاہری علم میں آ گیا سو خدا نے بھی ان پر سکینت نازل فرمائی اور انہیں ایک قریب کی فتح کا انعام عطا کیا۔

جب قریش کو اس بیعت کی اطلاع پہنچی تو وہ خوف زدہ ہو گئے اور نہ صرف حضرت عثمان اور ان کے ساتھیوں کو آزاد کر دیا بلکہ اپنے ایلچیوں کو بھی ہدایت دی کہ اب جس طرح بھی ہو مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کر لیں۔ اس معاہدہ کی شرائط حسب ذیل تھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی اس سال واپس چلے جائیں۔ آئندہ سال وہ مکہ میں آ کر رسم عمرہ ادا کر سکتے ہیں مگر سوائے نیام میں بند تلوار کے کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہو اور مکہ میں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔

اگر کوئی مرد مکہ والوں میں سے مدینہ جائے تو خواہ وہ مسلمان ہی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے مدینہ میں پناہ نہ دیں اور واپس لوٹا دیں۔ لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ کو چھوڑ کر مکہ میں آ جائے تو اسے واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔ قبائل عرب میں سے جو قبیلہ چاہے مسلمانوں کا حلیف بن جائے اور جو چاہے اہل مکہ کا۔ یہ معاہدہ فی الحال دس سال تک کیلئے ہوگا اور اس عرصہ میں قریش اور مسلمانوں کے درمیان جنگ بند رہے گی۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت عثمان کا انشاء اللہ آئندہ بھی ذکر ہوگا۔ دعاؤں کی طرف اب بھی میں توجہ دلانا چاہتا ہوں پاکستان کے حالات کیلئے خاص طور پر دعا کریں۔ احمدی گھروں کی چاردیواری میں بھی اب محفوظ نہیں ہیں۔ ہر جگہ جہاں مولوی کہتا ہے پولیس والے پہنچ جاتے ہیں۔ بعض شریف پولیس والے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہماری ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں لیکن ہم کیا کریں کہ ہمیں پریشر اتنا پڑتا ہے کہ ہمارے افسران جو کہتے ہیں ہمیں کرنا پڑتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے بدفطرت افسران سے بھی ہماری جان چھڑائے، ملک کی جان چھڑائے اور ہر احمدی کو آزادی سے اور محفوظ طریقے پر اپنے وطن میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خاص طور پر دعائیں کرتے رہیں۔ یہ دعائیں اگر جاری رہیں تو جلد انشاء اللہ ہم دیکھیں گے کہ مخالفین کا انجام نہایت عبرتناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کی بھی توفیق دے اور انہیں قبول بھی فرمائے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad